خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهِ (الحدیث)

حُرمتِ نسواں

www.KitaboSunnat.com

مؤلف

محمد احسان الحق ہاشمی

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com
library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

حرمت نسواں

مؤلف

محمد احسان الحق ہاشمی

www.kitabosunnat.com

مکتبہ قدوسیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں۔

اشاعت ـــــ ۲۰۱۹ء

اہتمام طباعت

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ ⊙ غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور پاکستان
Tel: +92-42-37230585 , 0321-4460487
maktaba_quddusia@yahoo.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انتساب

عصمت و آبرو اور اموال و اولاد کی محافظ

اہل ایمان خواتین

کے نام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

شیخ الحدیث مولانا ارشاد الحق اثری صاحب ﷾ 11

تاثرات: پروفیسر محمد سعید کلیروی صاحب مدظلہ العالی 12

تقریظ: ابوحمزہ پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی 13

تبصرہ: پروفیسر عبدالعظیم جانباز صاحب طول عمرہ 15

سخن ہائے گفتنی 17

حقوقِ نسواں، شبہات کا ازالہ 19

سوال ا 19

الجواب بعون الوہاب 20

طریقہ تخلیق میں برابری 20

اجروثواب میں برابری 22

نصف قلندر؟ 23

عائلی قوانین اور انصاف 23

حدود اور تعزیرات 24

گاڑی کے دو پہیے 26

اضافی مراعات 26

ایک اور انداز سے عورت کا مقام 27

مرد کا قوام ہونا 27

کھلے عام سزا دینے کا اسلامی تصور 29

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال ۲ 29
الجواب بعون الوہاب 30
تعددِ ازواج 30
چور دروازے 30
تعدد ازواج برائے خواتین؟ 31
جنت میں عورتوں کی افرادی برتری 32
قانونِ وراثت اور خواتین 32
قانونِ شہادت اور خواتین 33
بعض استثنائی صورتیں 33
آیت نشوز 35
پردہ 37
پردے کی اقسام 38
مقناطیس اور لوہا 38
دل اور آنکھ کا پردہ؟ 39
پردہ کن سے؟ 40
چہرہ سرِ فہرست 40
مومن عورت کی پہچان 41
''مستورات'' 41
المیہ 42
سوال نمبر ۳ 42
الجوابات بنُصرَتِ الَّذی خلق الارض والسمٰوٰت 43
فقہ اور ہماد جر میں 43

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارتقائی مراحل اور فقہِ ائمہ 44

سوال نمبر ۴ 45

الجوابات بنصرتِ ربّ کائنات 45

(الف) خیارِ بلوغ 45

سوال؛ ۵ 48

طلاق اور حقوقِ نسواں 48

شریعت میں توازن 50

مسئلہ طلاق کے ضمن میں تجویز 50

سوال نمبر ۶ 50

(الف) زندگی میں تقسیم جائیداد 51

نمبر ۱۔ منقولہ جائیداد 51

نمبر ۲۔ غیر منقولہ جائیداد 51

فریقِ اول کا مؤقف 51

فریقِ ثانی کا مؤقف 54

جائزہ 56

کیا تقسیمِ جائیداد عطیہ نہیں ہے؟ 57

نکاح شغار 58

شغار ہے کیا؟ 59

اہل لغت کے مطابق 60

مروجہ وٹہ سٹہ اور شغار 60

اندیشۂ سود و زیاں 61

تصویر کا دوسرا رخ 61

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حکم تفریق 62
مولانا عبدالجلیل سامرودیؒ 63
مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ 64
فتاوی نذیریہ 64
قرآن مجید کے ساتھ شادی 64
سوال نمبر ۷ 65
کاروکاری اور ونی کا تصور 65
تن سوزی کے دیگر طریقے 66
(ب) سب وشتم 67
بیویوں کے حقوق 68
بیویوں سے حسن سلوک 69
حسنِ سلوک میں بیوی کی سہیلیوں کا خیال رکھنا 70
ایک سے زائد عورتوں کے ساتھ نکاح اور مساوات 71
دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی کی رضامندی 73
ایلاء کی ممانعت 75
ظہار کی مذمت 76
دوری کی معقول وجہ اور حدود 77
تادیبی کاروائی کی حدود 78
عورت کو گھر سے نکالنے کی ممانعت 78
حقِ وراثت 79
سعادت مند خواتین 80
حضرت ہاجرہؑ 80

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت صفورہؓ بنت شعیبؑ 81
سیدہ مریم بنت عمرانؑ 82
سیدہ خدیجہؓ بنت خویلد 84
ام المومنین ماریہ قبطیہؓ 86
ام المومنین سیدہ صفیہؓ 87
ام المومنین ام حبیبہؓ 88
بنت حاتم طائی 89
سیدہ زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 91
سیدہ رقیہؓ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 92
سیدہ ام کلثومؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 92
سیدہ فاطمہؓ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 93
شہربانو بنت یزدگرد 94
ام سالمؓ 94
حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی منگیترؓ 95
شمع نبوت کی ایک متوالیؓ 96
عورت کی عظمت 97
ا۔ عورت بحیثیت بیوی 97
حواؑ کی شان ایک اور زاویے سے 97
ام البشر سیدہ حواؑ اور ام المومنین سیدہ زینبؓ میں خصوصی اشتراک 98
دیگر شاندار صالحات 98
خوش بخت بیوی کون؟ 98
بیویوں میں ناانصافی کی ممانعت اور اس کی سزا 99

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیویوں کے جائز جذبات کا خیال رکھنا 99
۲۔عورت بحیثیت ماں 100
ماؤں کی اقسام 102
مستجاب الدعوات کون؟ 103
جنت ایک بالشت دور؟ 103
رضاعی ماں کا احترام 104
سوتیلی ماں کا مقام 105
۳۔عورت بحیثیت بہن 106
اخت موسیٰ 106
اختِ ہارون 107
اُختِ معقلؓ بن یسار 108
بہنوں کی اقسام 109
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بہن بھائی 110
شیماء 110
۴۔عورت بحیثیت بیٹی 111
بیٹیوں کی اقسام 112
صلبی یا حقیقی بیٹی 112
رضاعی بیٹی 112
ربیبہ 113
بیٹیوں کی شان 114
محرم رشتے 115
مشروط حرمت 116

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث مولانا ارشاد الحق اثری صاحب حفظہ اللہ

فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۶ جولائی ۲۰۱۸ء

محترم ومکرم جناب ہاشمی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

حقوقِ نسواں کا مسودہ دیکھ لیا ہے، ماشاء اللہ خوب ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور تجدد پسندوں کے لئے رہنمائی کا ذریعہ بنائے، آمین۔

والسلام

ارشاد الحق اثری عفی عنہ

(تحریر موصولہ بتاریخ ۲۴ جولائی ۲۰۱۸ء)

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاثرات

پروفیسر محمد سعید کلیروی صاحب مدظلہ العالی

۱۲۔شعبان ۱۴۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم المقام محمد احسان الحق ہاشمی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

راقم الحروف بالکل خیریت سے ہے اور امید ہے کہ آپ اپنے رفقاء سمیت خوش وخرم ہوں گے۔

صنف نازک کے موضوع پر آپ کا مسودہ موصول ہوا، پڑھا۔ بڑا ہی مزہ آیا اور متأثر بھی ہوا اور مستفید بھی۔ عمدہ الفاظ کا چناؤ، مناسب اندازِ تخاطب، دلائل وبراہین سے آراستہ بیان، غرض کہ مضمون ہر لحاظ سے معیاری اور مکمل ہے۔ اس میں مزید اضافے کی گنجائش نہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو دین ودنیا کی برکات سے نوازے اور علمی میدان میں مزید آگے نکلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

والسلام؛

دعاؤں کا طالب، دستخط؛۔ محمد سعید کلیروی

فون:۔ 64306590300

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

ابوحمزہ پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی

فاضل مدینہ یونیورسٹی سوادمجدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام ایسا دین ہے جس کے تمام اصول وضوابط اللہ رب العالمین نے مرتب فرما کر اپنے نبی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہم تک پہنچائے ہیں۔ مرد اور عورت، انسانی معاشرے کے بنیادی عناصر ہیں ان میں سے اصولی طور پر مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے۔ البتہ اسلام نے جس طرح مرد کو بہت سے حقوق عطا کئے ہیں، اسی طرح عورت کو بھی بہت سے حقوق حاصل ہیں۔ دیگر ادیان و مذاہب میں عورت کی حیثیت کو حد درجہ پامال کیا گیا۔ ان کے بالمقابل دنیا میں اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس نے عورتوں کو انسانی معاشرے میں اعلیٰ مرتبہ اور عزت والے مقام سے نوازا۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا،

> وعاشروهن بالمعروف (النساء ۱۹)
>
> تم عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہو۔ اور میں تم سب سے بڑھ کر اہل وعیال کے ساتھ اچھا سلوک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہوں (ابن ماجہ: ۱۹۷۷)

بعض اسلام مخالف لوگ کہا کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو ان کے حقوق سے محروم کر کے ناروا پابندیاں عائد کی ہیں۔ یہ ان کا محض پروپیگنڈا اور اسلام دشمنی کا اظہار ہے محترم برادرم احسان الحق شاہ ہاشمی حفظہ اللہ ہمارے شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کتابچے میں اعدائے اسلام کی طرف سے حقوقِ نسواں کے حوالے سے پھیلائے گئے شکوک وشبہات کا ازالہ کر دیا ہے۔

امید ہے کہ یہ کتابچہ اسلام مخالف پروپیگنڈے کا ازالہ کرنے میں مفید ثابت ہوگا۔ احباب سے گزارش ہے کہ خود بھی اس کا مطالعہ کریں اور اپنے حلقوں میں اس کی اشاعت کا انتظام بھی فرمائیں۔

ابوحمزہ پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی
(فاضل مدینہ یونیورسٹی)
دارالسعادۃ۔ اندرون قلعہ منکیرہ۔ ضلع بھکر
فون: 03338903125 اور 03006431693

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبصرہ

پروفیسر عبدالعظیم جانباز صاحب طول عمرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب العزت کی اس کائنات میں نظام کی ایک مکمل ترتیب اس بات کی غماز ہے کہ بنانے والے احد و واحد کی کاریگری میں کوئی نقص نہیں ہے وہ مالک الملک خود دعوتِ فکر دیتا ہے کہ دیکھو کہیں کوئی فتور نظر آتا ہے؟ نگاہ تھک کر لوٹ آئے گی مگر نظامِ قدرت میں کوئی عیب تلاش نہ کر پائے گی۔ کارسازِ دھر کے اس جہانِ رنگ و بو میں کوئی ایک بھی ایسی مثال نہیں مل سکتی جہاں ذرہ برابر بھی بے ترتیبی ہو،

مالک الملک کا نظام عدل پر مبنی ہے۔ کیونکہ وہ عادل ہے۔ اس کے تمام نظام میں عدل ہے۔ اتنے بڑے پیڑ پر چھوٹا سا بیر اور اتنی کمزور بیل کے ساتھ اتنا بڑا تربوز، یہ سب اس کی عادلانہ قدرت کے مظاہر ہیں۔ اس کائنات میں اس نے تمام مخلوقات میں یہ شرف صرف انسان کو دیا ہے کہ یہ آج سمندروں کی تہہ میں چھپے موتی تلاش کر رہا ہے، منوں لوہا جوڑ کر ہوا کے دوش پر اڑتا ہے،

خلاق نے عورت اور مرد کے باہمی ملاپ کا حسین امتزاج ایسا باندھا ہے کہ زندگی کی گاڑی چلتی رہے، مرد کو عورت پر فضیلت کے بارے میں یا ان کے حقوق پر بہت سی قلم فرسائیاں ہو چکی ہیں۔ مسئلہ یہ نہیں کہ مرد قوی ہے یا عورت، بات قدرت کے طے کردہ اعتدال کی ہے۔ حقوق کی پہچان رکھتے ہوئے فرائض کی ادائیگی آسان تر ہو جاتی ہے۔ اگر ہم اسی پر اکتفا کریں تو بہت ساری بحثیں دم توڑتی نظر آئیں گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیر کتاب میں جس جستجو اور مدلل پیرائے میں سوالات کے قابلِ قدر جوابات دیئے گئے ہیں وہ لائقِ تحسین ہیں، آیات و احادیث، اصحاب اور ازواج مطہرات کی پاکیزہ زندگیوں کا سہارا لیتے ہوئے مرد اور عورت کے امتزاج کو بخوبی سمجھایا گیا ہے۔فرسودہ رسوم کی سرزنش بڑے احسن انداز میں کی گئی ہے اور یہ بات لائقِ تحسین ہے کہ مصنف نے سوالات کی ہر ایک جہت پر مدلل جواب دے کر مزید ابہام کی گنجائش ختم کر دی ہے۔

مصنف جدید موضوعات پر کئی ایک کتابیں لکھ چکے ہیں، کئی ایک رسائل میں ان کے مضامین تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں، ان کے مضامین کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے عام روائتی انداز نہیں اپنایا بلکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں جدید اندازِ فکر اور اظہارِ بیان کو اختیار کیا ہے۔

حقوقِ نسواں پر جناب محمد احسان الحق شاہ ہاشمی کی یہ کتاب قاری کے لئے نہ صرف سکونِ قلب کا ساماں ہوگی بلکہ کائنات کے نظام میں فکر کرنے والوں کے لئے مشعلِ راہ بھی ثابت ہوگی کیونکہ نظامِ انسانیت مرد و عورت کے باہم ملاپ سے ہی ہے۔

پروفیسر عبد العظیم جانباز (سیالکوٹ)

۲۹ ستمبر ۲۰۱۸ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخن ہائے گفتنی

اللہ تعالیٰ نے اپنی یکتائی کا سکہ منوانے کیلئے ہر چیز جوڑا جوڑا بنائی اور فرمایا،

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (الذاریات49)

ہم نے ہر چیز کا جوڑا بنایا تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے ضابطہ حیات خود بنایا جبکہ دیگر مخلوق کو فطری انداز میں اپنے قانون کا پابند بنایا ہے، اللہ کے قوانین پر لاشعوری طور پر عمل پیرا تمام مخلوق اپنے دائرے میں پر سکون ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے کام کو اپنے ہاتھ میں لینے والا انسان افراتفری اور باہمی اختلافات کا شکار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اختیارات کی منصفانہ تقسیم فرمائی۔ کچھ کام مردوں کے سپرد کئے اور بعض امور میں عورتوں کو ان کی نزاکت اور صنفی مجبوریوں کے تحت استثناء عطا فرمایا۔ دنیوی اور اخروی لحاظ سے عورت کو دی گئی رعایتوں کی تفصیلات اس کتاب کی زینت ہیں۔

جس کام کا مکلف نہ بنایا گیا ہو اس سے دور رہنا ہی دانشمندی ہے۔ ایسا نہ کرنے والے ایسی دلدل میں پھنس چکے ہیں کہ جس سے نکلنے کی جتنی کوشش کرتے ہیں اتنے ہی دھنستے چلے جارہے ہیں اور طرہ یہ کہ اپنی شرمندگی مٹانے کے لئے دین اسلام میں خامیاں نکالنے کی ناکام کوششوں میں مصروف ہیں۔ تصنیف ہذا اخلاف اسلام بے جا اُگلی جانے والی زہر کے اثرات کو زائل کرنے کی پر خلوص کاوش ہے۔

میں تہہ دل سے محترم شیخ الحدیث مولانا ارشاد الحق اثری صاحب حفظہ اللہ، محترم پروفیسر محمد سعید کلیروی صاحب سوادمجدہ، پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی صاحب طول عمرہ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر عبدالعظیم جانباز صاحب کا شکر گزار ہوں، جنہوں نے کتاب ہذا کے مسودے کو باریک بینی کے ساتھ پڑھ کر اصلاح فرمائی اور گرانقدر خیالات سے مستفید فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے (آمین)

میں فاضل نوجوان الحافظ القاری امانت اللہ ظہیر صاحب ایم۔اے (ایم فل) علوم اسلامیہ کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے عمیق نگاہوں سے کتاب ہذا کے مسودے کو دیکھا اور تحریری اصلاحات سے نوازا۔

العبد؛
محمد احسان الحق شاہ ہاشمی
المرقوم؛ یکم محرم ۱۴۳۰ھ
فون نمبر؛03324504550

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقوقِ نسواں، شبہات کا ازالہ

اسلام انصاف اور مساوات کا درس دیتا ہے۔ مرد ہو یا عورت، اللہ کی نظر میں بحیثیت انسان برابر ہیں۔ اس نے سب کو ایک ہی طرح پیدا کیا اور دنیاوی لذتوں میں دونوں کو برابر برابر شریک ٹھہرا کر انصاف کا ترازو قائم فرمایا۔ شومیٔ قسمت کہ آج اغیار شور، غلغلے اور پروپیگنڈے کے زور سے عجیب وغریب غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں کہ دینِ اسلام عورت کا استحصال کرتا ہے، دوسری جانب ایک طبقہ مردوں کو یہ باور کرانے کے لئے مصروف عمل ہے کہ وہ ہر لحاظ سے عورت سے برتر ہیں حالانکہ دیکھا جائے تو حقیقت میں غیر مسلم اقوام خود افراط وتفریط کا شکار اور مشکلات میں مبتلا ہونے کے علاوہ ''ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے'' کی مصداق ہیں۔ آیئے بے بنیاد پروپیگنڈے کے تحت کئے جانے والے چند سوالات پر محققانہ نظر ڈالتے ہیں۔

سوال نمبر ۱:۔ (الف) اسلام کی صنفی تھیوری (Gender Theory) کیا ہے؟

کیا اسلام تخلیقی، دنیا وآخرت کے حوالے سے عورت کو مرد سے کم تر مخلوق گردانتا ہے؟ اس ضمن میں قرآنی آیات کیا بیان کرتی ہیں؟

(ب) مغربی تصورِ صنف (Gender Justice) اور اسلامی تصورِ صنفی انصاف جو عدل واحسان پر مبنی ہے، کے تقابلی جائزے سے صنفی انصاف کو ہم اسلامی تصور مساوات میں کیسے دیکھتے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الجواب بعون الوہاب

طریقہ تخلیق میں برابری:۔

اسلام مساوات کا درس دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے طریقہ تخلیق کے ذریعے یہ وضاحت فرمادی کہ اس کی نظر میں کسی کے عورت یا مرد ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس نے سورۃ آل عمران میں " هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ (وہ ماؤں کے پیٹ میں حسب منشاء تمہاری شکلیں بناتا ہے) فرما کر یہ ثابت کردیا کہ کسی کا عورت یا مرد کی شکل میں پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کی اپنی صوابدید اور منشا پر منحصر ہے۔ اس لئے لڑکی کی پیدائش پر ناپسندیدگی کا اظہار اللہ تعالیٰ کی رضا کو ٹھکرانے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پسند پر سرِ تسلیم خم کرنا ہی عین ایمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مخالف صنف کا روپ دھارنے والوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ کتب حدیث میں ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهِیْنَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ، [1]

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر،

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ الْمَرْأَةَ تَتَشَبَّهُ بِالرِّجَالِ وَالرَّجُلُ یَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ، [2]

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کا روپ دھارنے والی عورت اور عورتوں کا روپ دھارنے والے مرد پر لعنت بھیجی۔

[1] ترمذی، ج ۲ حصہ اول ص ۲۸۳، ابن ماجہ ج ۲ ص ۶۹ حدیث: ۶۱، ابوداؤد: ۴۰۹۷

[2] سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۶۹ حدیث: ۶۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنه قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ وَاَخْرَجَ فُلَانًا وَاَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا ❶

سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی عورتوں کی شکل اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں جیسی صورت بنانے والی عورتوں پر (یعنی مخنث بننے والوں پر) اور فرمایا کہ انہیں اپنے گھروں سے نکال دو، اور آپؐ نے فلاں کو اور سیدنا عمرؓ نے فلاں کو شہر بدر کر دیا تھا،

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اُتِيَ بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَبَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَا بَالُ هٰذَا؟ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ فَاَمَرَبِهٖ فَنُفِيَ اِلَى النَّقِيْعِ. فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلَا نَقْتُلُهٗ؟ فَقَالَ اِنِّيْ نُهِيْتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّيْنَ ❷

سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خسرہ لایا گیا جس نے اپنے دونوں ہاتھوں اور پاؤں پر مہندی لگائی ہوئی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اسے کیا ہوا ہے؟ عرض کیا گیا یارسول اللہ یہ عورتوں جیسا بنتا ہے، (یہ سن کر) آپؐ نے اسے نقیع (ایک بستی) کی طرف نکال دیا، لوگوں نے کہا کہ کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھے نمازیوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے جد امجد سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ساتھ ہی ان کی زوجۂ محترمہ حواؑ کو پیدا فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ مرد اور عورت کا وجود ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہے۔ پھر دونوں کو جنت میں سکونت بخشی اور شیطان کی طرف اشارہ کرتے

---

❶ بخاری ج ۸ ص ۱۹۱ حدیث: ۶۸۳۴

❷ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۹۳ حدیث نمبر ۴۹۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمایا،

إِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ❶

''یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے، کہیں تم دونوں کو جنت سے نکلوا نہ دے پھر تم تکلیف میں پڑ جاؤ گے''۔

جب وہ میاں بیوی ابلیس کے دھوکے میں آ کر شجرِ ممنوعہ کا پھل کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا، قرآن مجید میں ہے،

بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا ❷ ''دونوں کا لباس اتر گیا''

تب اللہ تعالیٰ نے انہیں آواز دیتے ہوئے فرمایا،

اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ❸

کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور نہیں کہا تھا کہ شیطان تم دونوں کا دشمن ہے۔'' پھر حکم ہوا، اِهْبِطَا مِنْهَا ❹ ''دونوں یہاں سے اتر جاؤ'' ہر جگہ تثنیہ کا صیغہ ہے، پھر فرمایا کہ ''جس نے میری ہدایات کی پیروی کی اسے کوئی خوف اور غم نہ ہوگا۔'' اس حکم میں بھی مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔

اجر وثواب میں برابری:۔

اللہ نے اخروی اجر وثواب کے ضمن میں بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا،

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَ لِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ۔ ❺

''مردوں کو ان کی کمائی کا بدلہ ملے گا اور عورتوں کو ان کی کمائی کا۔''

---

❶ طٰہٰ:۱۱۷ ❷ الاعراف:۲۲ ❸ الاعراف:۲۲

❹ طٰہٰ:۱۱۷ ❺ النساء:۳۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح فرمایا،

وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا۔ ❶

''مردوں یا عورتوں میں سے جس کسی نے بھی ایمان کی حالت میں نیک کام کیے، تو جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر تنکے کے برابر بھی زیادتی نہیں کی جائے گی''

نصف قلندر؟:

ایک طرف حقوقِ نسواں کے تحفظ کے نام پر علماء کو کوسنے والا طبقہ مساوات کا شور مچاتا ہے اور دوسری طرف بعض رابعہ بصری کو نصف قلندر کہتے ہیں حالانکہ بحالتِ ایمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والی عورتوں کو کبھی کسی نے نصف صحابیہ نہیں کہا۔

عائلی قوانین اور انصاف:

نکاح میں زوجین کی رضامندی ضروری قرار دی گئی ہے، پھر عورت کو مزید تحفظ دیتے ہوئے اس کیلئے ولی کا ہونا ضروری قرار دیا گیا۔ نیز میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیتے ہوئے فرمایا،

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ❷

''وہ تمہارا اور تم ان کا لباس ہو''

جہاں انسان اکٹھے رہتے ہوں وہاں غلط فہمیاں بھی جنم لے لیتی ہیں، اگر میاں، بیوی میں غلط فہمیاں پیدا ہو جائیں اور بات طول پکڑ لے تو فرمایا،

فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ❸

❶ النساء:۱۲۴ ❷ البقرة:۱۸۷

❸ النساء:۳۵

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ایک ثالثی کمیشن مقرر کرو جس میں ایک شخص مرد کی جانب سے ہو اور ایک عورت کی طرف سے“

مرد کو اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا حق دیا ہے تو عورت کو خلع لینے کا حق حاصل ہے، طلاق کی صورت میں مرد کو حق مہر ادا کرنا پڑتا ہے اور خلع کی صورت میں عورت کو حق مہر سے دستبردار ہونا پڑتا ہے اور اگر اولاد ہو تو تا دمِ بلوغت اولاد کا نان ونفقہ مرد کے ذمے لگانا عورت کی طرفداری ہے۔

حدود اور تعزیرات:۔

اللہ تعالیٰ نے انصاف کے تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے جہاں اپنے احکام کی پاسداری کرنے والوں کیلئے یکساں اجر وثواب کا وعدہ فرمایا ہے وہاں ان کی خلاف ورزی کرنے والے مرد وزن کیلئے سزائیں بھی ایک جیسی مقرر کی ہیں۔ مرد چوری کرے یا عورت، اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم ہے،

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا ❶

چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دو

اسی طرح بدکاری کی سزا بیان کرتے ہوئے فرمایا،

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ❷

زنا کا ارتکاب عورت کرے یا مرد، ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔

لعان کی صورت میں بھی برابری کی بنیاد پر پانچ پانچ شہادتوں کا اصول ہے ❸

قانونِ قصاص کے ذکر میں بھی اللہ نے انصاف قائم رکھتے ہوئے فرمایا،

اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ❹ جان کے بدلے جان

---

❶ المائدہ:۳۸ ❷ النور:۲ ❸ نور:۶ اور ۸

❹ المائدہ:۴۵

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمان نبوی ہے،

اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَادِمَاءُهُمْ ❶

مسلمانوں کے خون باہم مساوی ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں،

خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا اَوْضَاحٌ، فَاَخَذَهَا يَهُوْدِيٌّ فَرَضَخَ رَاْسَهَا وَاَخَذَ مَا عَلَيْهَا الْحُلِيِّ فَاُدْرِكَتْ وَبِهَا رَمَقٌ، فَاُتِيَ بِهَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَ : مَنْ قَتَلَكِ فُلَانٌ؟ قَالَتْ بِرَاْسِهَا "لَا" قَالَ فُلَانٌ؟ [قَالَ] حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ قَالَتْ بِرَاْسِهَا "نَعَمْ" فَاُخِذَ فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَرُضِخَ رَاْسُه بَيْنَ حَجَرَيْنِ۔ ❷

ایک چھوٹی بچی گھر سے نکلی۔اس کے کانوں میں بالیاں تھیں۔ایک یہودی نے پکڑ کر اس کا سر کچل دیا اور زیورات اتار لئے۔جب اسے دیکھا گیا تو اس میں کچھ جان باقی تھی، اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس نے قتل کیا ہے، کیا فلاں نے؟ اس لڑکی نے سر کے اشارے سے کہا "نہیں" پھر آپؐ نے پوچھا کیا فلاں نے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کا نام لیا تو اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا "جی ہاں" یہودی کو پکڑا گیا تو اس نے اقبالِ جرم کر لیا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اس یہودی کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا گیا۔

سیدنا عمرؓ نے عورت کو عورت کے بدلے میں قتل کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو سیدنا حملؓ بن مالک نے فرمایا کہ میں دو عورتوں کے دو کمروں کے درمیان رہتا تھا، ان میں

❶ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۰۵، ابوداود، جلد ۳ ص ۱۳۲ حدیث: ۲۷۵۱

❷ النسائی ج ۶ ص ۷۰۷ حدیث: ۴۷۴۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ایک نے دوسری کو لکڑی مار کر قتل کر دیا، مقتولہ حاملہ تھی، رسول اللہ ﷺ نے جنین (پیٹ میں موجود بچے) کی دیت کے عوض ایک غلام یا لونڈی دینے اور مقتولہ کے بدلے میں قتل کرنے والی عورت کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ ❶

گاڑی کے دو پہیے:

ہمارے معاشرے میں مغربی شورش سے متاثرہ عورت حقوقِ نسواں کا واویلا مچاتی اور مردوں کے شانہ بشانہ چلنے پر اصرار کرتے ہوئے کہتی ہے کہ عورتیں کسی بھی لحاظ سے مردوں سے کمتر نہیں۔ یہ گاڑی کے دو پہیے ہیں اسلئے دونوں کا ایک ساتھ چلنا ضروری ہے۔ چلئے مان لیا کہ بات ایسے ہی ہے تو اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ دو پہیوں والی گاڑی کے پہیے متوازی نہیں بلکہ آگے پیچھے ہوتے ہیں؟ اور ان میں مناسب فاصلہ بھی ہوتا ہے، البتہ فی زمانہ دو متوازی پہیوں والی گدھا گاڑی عام ہے۔

اضافی مراعات:

بعض اطراف سے یہ آواز بھی سنائی دیتی ہے کہ اسلام عورت کا استحصال کرتا ہے، یا یہ کہ اسلام نے تو عورت کو مساوی حقوق دیئے ہیں مگر علماء عورتوں کے حقوق غصب کرتے ہیں، لیکن جب تعزیرات اور سزاؤں کی بات ہو تو یہ کہہ کر عورتیں تخفیف مانگتی ہیں کہ عورت صنفِ نازک ہے، اس کے ساتھ مردوں جیسا سلوک مناسب نہیں۔ یہ عجیب طرفہ تماشہ ہے کہ مراعات میں تو برابری پر اصرار ہو لیکن سزاؤں میں رعایت اور نرمی کے مطالبات؟

یاد رہے کہ اسلام میں عورت کو اس کی فطری کمزوریوں کی بنا پر (جن کا اعتراف کرنے سے مغرب زدہ عورت ہچکچاتی ہے) زیادہ مراعات سے نوازا گیا ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو بیماری اور سفر میں بعض رعایات عطا کی ہیں، بیماری میں تیمم، التوائے روزہ اور سفر میں نمازِ قصر اور افطار کی رعایتیں، پھر خصوصی طور پر عورت کو اس کے علاوہ متعدد مواقع

❶ سنن نسائی ج ٦ ص ٧٠٥ حدیث ٤٧٤٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر اس سے کہیں زیادہ سہولتیں عطا فرمائی ہیں، جیسے حائضہ، منفسہ، مرضعہ اور حاملہ کیلئے افطار روزہ کی اجازت، اور پہلی دو حالتوں میں نماز کی کلی طور پر معافی، اضافی رعایتیں ہیں (جبکہ اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں، انشاء اللہ)

ایک اور انداز سے عورت کا مقام؛

کیا صنفِ نازک کے اعزاز کے لئے یہ کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت سے قرآن مجید میں ایک طویل سورت نازل فرمائی، یعنی سورہ ''النساء'' جبکہ مرد حضرات ایسے اعزاز سے قطعی طور پر محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں کئی پیغمبروں کا ذکر فرمایا، مگر کسی کا نام مع ولدیت نہیں لیا ماسوائے سیدنا عیسیٰؑ علیہ السلام کے، اور وہ بھی ماں کی نسبت سے ''عیسیٰ ابن مریم'' اور ''المسیح ابن مریم'' کے الفاظ میں اور معلوم ہے کہ سیدہ مریم ایک اعلیٰ و ارفع اور ممتاز خاتون تھیں جیسا کہ فرمایا۔

يَا مَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ ❶

اے مریم اللہ نے تجھے چن کر اور پاک کر کے تمام جہانوں کی عورتوں پر بزرگی عطا فرمائی ہے۔

مرد کا قوّام ہونا:

اس بات پر ''حقوقِ نسواں'' کے نام نہاد علم بردار بہت تلملاتے ہیں کیونکہ قرآن مجید صاف کہتا ہے،

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ❷

مرد عورتوں پر فائق ہیں کیونکہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی

❶ آل عمران: ۴۲ ❷ النساء: ۳۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور خاوندوں کی برتری اس بنا پر ہے کہ وہ اپنے مال سے (ان پر) خرچ کرتے ہیں۔

حقوق نسواں کی نام نہاد علمبردار خواتین مرد کی قوامیت ماننے سے گریزاں ہو کر کہتی ہیں کہ مذہب نے عورت کا استحصال کیا ہے۔ اسے ان کی کج فہمی کہیے یا کم علمی کہ اگر انتظامی امور سے ذرا ہٹ کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ دیگر کئی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں مرد سے برتر مقام عطا فرمایا ہے۔ مثلاً گھر کے اخراجات کا بوجھ مرد پر ڈال کر اللہ تعالیٰ نے تو عورت کو اس جھنجھٹ سے آزاد کر دیا لیکن مغرب زدہ عورت خود ہی یہ بوجھ اٹھانا چاہے تو اس کی عقل پر جس قدر ماتم کیا جائے کم ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے عیسائی راہبوں نے ترکِ دنیا کا بوجھ اپنے اوپر ڈال تو لیا تھا مگر زیادہ دیر برداشت نہ کر سکے، قرآن مجید میں ہے،

وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا [1]

اور رہبانیت (ترکِ دنیا) تو انہوں نے رضائے الٰہی کے لئے از خود ایجاد کر لی تھی ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی، پس وہ اس (ایجاد کردہ طریقے) کی پاسداری نہ کر سکے۔

اسلام نے عورت کو اندرونِ خانہ جو مقام اور مرتبہ عطا کر کے توازن قائم کیا ہے وہ اس پر توجہ نہیں کرتی۔ اگر گھر میں ایک مرد کو ایک عورت پر قوام بنایا گیا تو دوسری طرف تا دمِ زیست عورت کو ماں کے درجے پر فائز کر کے اولاد کے لئے حصولِ جنت کا ذریعہ قرار دے دیا گیا۔ اولاد پر باپ کا احترام لازم مگر ماں کو تین گنا زیادہ تاکیدی احترام عطا کر کے مذہب نے اس کی شان کو چار چاند لگا دیئے۔

[1] الحدید:۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھلے عام سزا دینے کا اسلامی تصور:

اسلام عدل وانصاف اور امن وامان کے عملی قیام کا خواہاں ہے اس لئے معاشرے کی اصلاح اور جرائم کی روک تھام کیلئے اسلام میں سخت ترین سزائیں مقرر ہیں۔ حدود اور تعزیرات کا قانون محض کتابی پلندا نہیں اور نہ ہی اس سے محض ایک مجرم کو سزا کی بھینٹ چڑھانا مقصود ہے بلکہ دیگر لاکھوں انسانوں کو دنیا وآخرت کی سزا سے بچانے کا ایک ناگزیر طریقہ بھی ہے۔ اسی لئے اسلام میں خفیہ طور پر یا کسی چاردیواری کے اندر سزا دینے کا کوئی تصور نہیں، بلکہ کسی کھلے میدان (یا چوک) میں مجرم کو سرِعام کیفرِ کردار تک پہنچانے کا حکم ہے، جیسا کہ زنا کی حد مقرر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ❶

ان کو سزا دیتے وقت انبوہِ مومناں موجود ہو۔

ہمارے ہاں جرم تو مسٹر "الف" کرتا ہے اور انتقام کا نشانہ بے گناہ مسٹر "ب" بن جاتا ہے۔ یہ طریقہ کار جرائم کو مزید ترویج دینے کا موجب ہے۔ اگر ایک شخص کسی کی بہن یا بیٹی وغیرہ کو زیادتی کا نشانہ بنائے اور متاثرہ خاندان سے یہ کہا جائے کہ تم بھی اس کی ایسی ہی رشتہ دار کو اسی طرح ہوس کا نشانہ بنا ڈالو، تو کیا یہ انصاف ہوگا؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ تو انصاف کا سفاکانہ خون ہوگا۔ ایسا تصور تو بے گناہوں کو ناکردہ گناہ کی سزا دینے اور دوسرے افراد کو گناہ کے مواقع فراہم کرنے والی بات ہوگی۔

سوال ۲:۔

یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ قرآن میں تعدد ازواج (POLYGAMY)، قانونِ وراثت (مرد: عورت = 1:2 کا تصور) عورت کی آدھی گواہی، بیوی کو مارنے کی اجازت (آیتِ نشوز) اور حجاب کے متعلق نسوانی کمتری اور جنسی امتیاز کا نظام قائم ہے؟ اس کا جواب ہم کیا دے سکتے ہیں؟

---

❶ النور:۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الجواب بعون الوہاب؛

تعددِ ازواج؛

کئی دوسرے ادیان و مذاہب کے برعکس اسلام میں مرد کو ایک سے زائد یعنی بیک وقت چار عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت ہے۔ غیر مسلم اقوام نے عورت کے کندھے پر بندوق رکھ کر اسلام کی رعایت کو نشانہ بنانے کی مذموم کوشش کرتے ہوئے اسے عورت کی کمتری سے تعبیر کرنے کی سعی نا مشکور کی ہے حالانکہ اسے مردوں کی کمزوری بھی قرار دیا جا سکتا تھا کیونکہ ضرورت مند ہی ضروریات کا محتاج ہوتا ہے۔ ان فی ذلک لآیۃ وما کان اکثرھم مؤمنین، (الشعرا:۱۵۸)

اصل بات یہ ہے کہ تعددِ ازواج کے قانون کی بنیاد کمتری یا برتری پر نہیں رکھی گئی۔ اولاً تو اس کی صرف اجازت ہے نہ کہ حکم، اور یہ اجازت بھی انصاف کی بجا آوری کی شرط کے ساتھ مشروط ہے۔[1] دوسرے مقام پر یہ حقیقت بھی آشکار کر دی گئی ہے کہ تعدد ازواج کی صورت میں تمہارے لئے کما حقہ انصاف کے تقاضے پورے کرنا انتہائی مشکل ہے، چنانچہ فرمایا،

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا اَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ [2]

اور تم باوجود بسیار کوشش ہرگز انصاف نہیں کر پاؤ گے۔

گویا اسلام میں تعددِ ازواج کو سراہا نہیں گیا بلکہ اس کے ذریعے زمان و مکان کے لحاظ سے دنیا میں بے راہ روی اور فحاشی کا سد باب مقصود اور طہارت کا افشاء مطلوب ہے۔

چور دروازے؛

جن مذاہب میں ایک ہی نکاح کی پابندی ہے وہاں کئی چور دروازے کھلے ہیں، اہل مغرب نے تو اس میدان میں تمام حدیں پامال کرتے ہوئے شترِ بے مہار جنسی آزادی کو

[1] النساء:۳ [2] النساء:۱۲۹

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رواج دیا، افلاس سے خوفزدہ کرتے ہوئے اہل اسلام کو حصولِ اولاد کے جائز طریقوں سے روکنے والے اپنے ہاں ناجائز بچوں کی بہتات سے تنگ آ چکے ہیں۔لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (المائدہ:۷۹)

اسلام پر حقوقِ نسواں کی پامالی کی تہمت لگانے والے خود عورت کو ایک ٹشو پیپر جتنی اہمیت بھی نہیں دیتے اور اپنی شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خودساختہ قوانین کے تحت اس کی عزت کو یوں پامال کرتے ہیں کہ حیوانوں میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ.

تعددازواج برائے خواتین؟؛

مذہب کے بعض ازلی دشمن عورت کیلئے بیک وقت متعدد مردوں سے شادی کی اجازت کے سوال کی آڑ میں دراصل زمانہ جاہلیت کے اس نکاح کی ترویج چاہتے ہیں جس کے تحت ایک فاحشہ استقرار حمل کی صورت میں اپنے ہاں آنے والے کئی مردوں میں سے جسے چاہتی بچے کا باپ قرار دیا کرتی تھی۔[1]

اہل مغرب تعددِازواج کو حقوقِ نسواں کے منافی کہتے ہیں لیکن دوسری طرف انہوں نے مرد کی مرد سے شادی (ہم جنس پرستی) کو قانونی شکل دے کر وجودِ نسواں کو حقیر قرار دینے کا قانونی اور عملی ثبوت فراہم کر کے لعنت کا طوق گلے میں ڈال رکھا ہے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس حیاباختہ فعل میں مبتلا قوم کو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی سفارش کے باوجود نہ صرف زمین میں دھنسا دیا تھا بلکہ اوپر سے پتھروں کی بارش برسا کر سنگسار بھی کر دیا تھا، مگر افسوس کہ اہل مغرب تو جائز جنسی تسکین کیلئے عورت پر جانوروں کو ترجیح دے کر قوم لوط کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (الاعراف:۱۷۹)

www.kitabosunnat.com

[1] ابوداؤد، ج ۲ ص ۷۷۸، حدیث:۲۲۷۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنت میں عورتوں کی افرادی برتری:

قرآن مجید میں اہل جنت کیلئے "هُمْ وَ أَزْوَاجُهُمْ" (وہ اپنی بیویوں کے ہمراہ) کے الفاظ آئے ہیں۔ جس کی دنیا میں ایک سے زائد بیویاں ہوئیں وہ سب اس کے ہمراہ ہوں گی تو یوں جنت میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوگی۔

قانونِ وراثت اور خواتین:۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وراثت میں مرد و عورت کے لئے جو تناسب رکھا ہے وہ کیسی برابری ہے؟

یہ تصویر کا ایک رخ اور قانون وراثت سے متعلق آیات کا ابتدائی فقرہ ہے، جبکہ اہل علم فقرے اور جملے کے فرق کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ سورہ النساء کی وراثت سے متعلق تمام آیات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ کئی صورتوں میں عورت کو مرد کے برابر بلکہ بعض صورتوں میں مرد سے زیادہ حصہ بھی ملتا ہے، مثلاً اگر میت صاحبِ اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملتا ہے [1] (یہ مرد اور عورت کی برابری ہوئی) اگر عورت کے ورثاء میں اس کا شوہر اور ایک بیٹی ہو تو خاوند کو کل ترکہ کا 4/1 حصے ملے گا [2] جبکہ بیٹی ۱/۲ کی وارث ہوگی۔ [3]

اگر بعض مقامات پر عورت کو اضافی فوائد سے نوازا گیا تو بعض صورتوں میں مرد کو کچھ زیادہ ملنے پر واویلا کیوں؟ اگر یہ شورش بجا ہے تو کیا مغربی پروپیگنڈے سے متاثرہ عورت مذکورہ بالا صورتوں میں اپنے اضافی فوائد سے دستبردار ہونے کو تیار ہے۔؟ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ؟ [4]

---

[1] النساء ۱۱
[2] النساء: ۱۲
[3] النساء ۱۱
[4] یونس: ۳۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قانونِ شہادت اور خواتین:

اس ضمن میں پائی جانے والی غلط فہمی کا ازالہ بھی ہو جائے، کہا جاتا ہے کہ اسلام میں ایک اکیلی عورت کی گواہی کو قبول نہ کر کے زیادتی کی گئی ہے، حالانکہ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ معاملات میں گواہی تو ایک اکیلے مرد کی بھی نا مقبول ہوتی ہے، اللہ کا فرمان ہے،

فَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ [1]

اپنے میں سے دو مردوں کی گواہی لو۔

لہٰذا اگر ایک اکیلے مرد کی گواہی نا مقبول ہونا ظلم نہیں تو ایک اکیلی عورت کی گواہی قبول نہ کرنا کیوں کر ظلم ہے؟ بلکہ زنا کے کیس میں تو چار گواہ ضروری ہیں، اور ایک گواہ کی کمی بھی روا نہیں [2] تو کیا تین گواہوں کی توہین ہو گئی؟ اس بارے میں مستشرقین کی زبانیں گنگ ہیں۔ رہا یہ پروپیگنڈہ کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر قرار دینا زیادتی ہے، تو عرض ہے کہ یہ عورت پر زیادتی نہیں بلکہ احسان ہے کہ اسے دہرا تحفظ فراہم کیا گیا ہے، مثلاً اگر دو مرد گواہ ہوں اور ان میں سے ایک بھول جائے تو کوئی اس کی تصحیح کرنے کا مجاز نہیں جس کا فائدہ لامحالہ ملزم کو پہنچے گا جبکہ اگر ایک عورت دورانِ شہادت بھول جائے اور ساتھ والی اسے یاددہانی کرادے تو اس کی گواہی مقبول ہوگی اور فیصلہ گواہی کی بنیاد پر ہوگا اور اگر وہ نہ بھولے تو اس (ایک عورت) کی گواہی مقبول ہوگی اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ دوسری عورت کی حاضری محض یاددہانی یا توثیق کیلئے مقرر کی گئی ہے۔

بعض استثنائی صورتیں:

علاوہ ازیں بعض صورتیں استثنائی بھی ہیں جن میں ایک ہی مرد یا عورت کی گواہی قابلِ قبول ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے،

---

1. البقرۃ:۲۸۲
2. النور:۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: اِنِّیْ رَاَیْتُ الْهِلَالَ یَعْنِیْ هِلَالَ رَمَضَانَ فَقَالَ: أَتَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ نَعَمْ. قَالَ یَا بِلَالُ اَذِّنْ فِی النَّاسِ اَنْ یَّصُوْمُوْا غَدًا. ❶

ایک دیہاتی نے نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے، آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں،؟ وہ بولا جی ہاں، (پھر) آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کا رسول ہے،؟ وہ بولا جی ہاں، آنحضرت (ﷺ) نے فرمایا اے بلال لوگوں میں اعلان کردو کہ کل روزہ رکھیں۔

اسی طرح مسئلہ رضاعت میں آپ ﷺ نے ایک عورت کی گواہی تسلیم فرمائی۔ عقبہؓ بن حارث فرماتے ہیں،

اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَآءُ فَقَالَتْ اِنِّیْ قَدْ اَرْضَعْتُکُمَا. فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرْتُه. فَقُلْتُ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنِیْ اِمْرَأَةٌ سَوْدَآءُ فَقَالَتْ اِنِّیْ قَدْ اَرْضَعْتُکُمَا. فَاَعْرَضَ عَنِّیْ فَاَتَیْتُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ فَقُلْتُ اِنَّهَا کَاذِبَةٌ قَالَ وَ کَیْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ اَنَّهَا قَدْ اَرْضَعَتْکُمَا دَعْهَا عَنْكَ. ❷

میں نے ایک عورت سے شادی کی، بعد ازاں ہمارے پاس ایک کالی سی عورت نے آکر کہا کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ میں نے نبی

❶ ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی بحوالہ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۰۸ حدیث نمبر ۱۹۷۸

❷ بخاری ج ۶ ص ۵۹۴ حدیث: ۵۱۰۴، نسائی باب النکاح ج ۴ ص ۲۰۴ حدیث:: ۳۳۳۲، ترمذی ج ۱ ص ۵۰۶ حدیث: ۱۱۵۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے فلاں بنت فلاں سے شادی کی ہے اور ایک کالی عورت نے مجھ سے کہا ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا تھا آپؐ نے مجھ سے منہ موڑ لیا، پھر میں نے آپؐ کے سامنے آ کر کہا کہ وہ جھوٹی ہے، آپؐ نے فرمایا کہ تو کیسے اس کے ساتھ رہ سکتا ہے جبکہ وہ کہتی ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے؟ اسے چھوڑ دے۔

مذکورہ احادیث کی رو سے رویتِ ہلالِ رمضان میں ایک مرد اور مسئلۂ رضاعت میں ایک عورت کا بیان قابل قبول ہے۔

سیدنا ماعزؓ بن مالک اور ایک عورت نے اقبالِ جرم کرتے ہوئے تزکیے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے ان پر حد نافذ فرمادی۔ [1] دنیا کے تمام ادیان و مذاہب اور قوانین میں اقبال جرم پر فردِ جرم عائد کردی جاتی ہے۔ یہی قانون اگر اسلام پیش کرے تو اس پر حیرت اور اعتراض کیوں؟

آیت نشوز:

نشوز کے معنی ہیں سرکشی۔ سرکشی کسی کو اچھی نہیں لگتی، سکول میں بچہ سرکشی کرے تو اس کا نام خارج کر دیا جاتا ہے، سرکاری محکمے کا کوئی ملازم ہو یا پرائیویٹ ادارے کا، ذرہ بھر سرکشی کرے تو ملازمت سے فارغ، گھر بھی ایک ادارہ ہے، جہاں مرد سربراہ ہوتا ہے، خانگی نظام کو صحیح ڈگر پر چلانا اس کی ذمہ داری ہے۔ اگر صدر اور وزیر اعظم کی آپس میں نہ بنتی ہو تو ان میں سے ایک کو اپنے سے برتر کی بات مانے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ میاں بیوی کا رشتہ بھی صدر اور وزیر اعظم کی طرح ہے، اللہ نے مرد کو گھر کا صدر اور بااختیار بنایا ہے، مگر افسوس کہ اب ہر طرف اختیارات کی تقسیم کی جنگ جاری ہے، ہر ایک چاہتا ہے کہ سارے اختیارات میرے پاس ہوں اور مجھے کسی کے سامنے جوابدہ نہ ہونا پڑے۔

---

[1] مسلم: ۴۴۳۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقلاً ونقلاً ثابت ہے کہ مغربی عورت ہو یا مشرقی، مسلمان ہو یا کافر، شعوری اور لاشعوری طور پر عملاً مرد کی حاکمیت تسلیم کرتی ہے۔ راہ چلتے ہوئے وہ مرد کے پیچھے ہی چلتی ہے، اگر دوران سفر بچھڑ جائے تو بیٹھ جاتی ہے، جبکہ مرد اسے تلاش کرتا ہے۔ تکلیف کے وقت مرد کا سہارا لیتی ہے، لیکن یا للعجب جب الہامی کتاب کے حوالے سے یہی بات کی جائے تو اس پر گراں گزرتی ہے؟ یہ بات سمجھ سے بالا ہے کہ جہاں اللہ نے مجموعی طور پر عورت کی تین صفات کا ذکر فرمایا وہاں ایک شاذ و نادر پائی جانے والی کمزوری کے ذکر کی آڑ میں سارے نظام کو تلپٹ کرنے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے؟ قرآن مجید میں ہے،

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ❶

مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اللہ نے بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے کیونکہ وہ اپنے مال سے خرچ کرتے ہیں، تو نیک فرمانبردار اور شوہر کی غیر موجودگی میں بحفاظت الٰہی نگہداشت کرنے والی عورتیں تو خوب تر ہیں، اور جن سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ، (اگر نہ سمجھیں) تو بستر علیحدہ کرلو، (پھر بھی باز نہ آئیں) تو تادیبی کاروائی کرو، تب اگر تمہاری بات مان لیں تو ان پر زیادتی نہ کرنا۔

یہ فرمان سنتے ہی خودسر عورتیں سراپا احتجاج بن کر اللہ تعالیٰ کے تمام احسانات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کہتی ہیں کہ بھلا ہم پر مرد کو برتری کیسے مل سکتی ہے۔ کوئی ہوتا کون ہے ہمیں ہاتھ لگانے والا اور اس کی اجازت دینے والا؟؟؟ گویا وہ اللہ تعالیٰ کو بھی للکارتی ہیں۔ یہ نہیں سوچتیں کہ اللہ تعالیٰ نے اندھیرے اور اجالے میں فرق بہر حال قائم رکھا ہے۔

❶ النساء: ۳۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی ان سے پوچھے کہ تم اپنے بچوں کو جھڑکتی اور مارتی کیوں ہو؟ معصوم اور ناسمجھ بچہ اگر غلطی پر ڈانٹ سے تو بجا اور تم اپنے آپ کو عقل کل سمجھنے والی، عاقل بالغ ہو کر سرکشی اور ہٹ دھرمی پر اتر آؤ تو کوئی سمجھانے بجھانے اور پوچھنے والا نہ ہو۔؟ پھر اس طرح کی نوبت میں بھی اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا،

لَا تَضْرِبُ الْوَجْهَ وَلَا تَقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْهَا اِلَّا فِي الْبَيْتِ، ❶

نہ اسے منہ پر مارو نہ اسے برا بھلا کہو اور نہ ہی گھر کے علاوہ کہیں اس سے علیحدگی اختیار کرو۔

مزید برآں ایسی وحشیانہ مار پٹائی سے بھی منع کیا گیا ہے جس سے ان کی ہڈی ٹوٹ جائے۔ ❷

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو جانوروں (اونٹ) کی طرح مارنے سے منع فرمایا ❸

لہٰذا عصر حاضر میں خواتین کو چاہئے کہ ان کے دائمی اور اجتماعی حقوق پورے کرنے کی جو ہدایات اللہ تعالیٰ نے مردوں کو دی ہیں ان کے پیش نظر خلاف شرع روش کی درستی کے لئے اگر اس نے آخری حل کے طور پر ضمناً ایک (کڑوی) بات کی ہے تو اسے خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کر لیں۔

پردہ:۔

"پردہ" ایک نہایت پاکیزہ لفظ ہے، جسے غلط رنگ دیتے ہوئے داغ دار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسلام میں ہر فرد پردے کا پابند ہے۔ عموماً اپنا تو ہر شخص پردہ رکھتا ہی ہے، کوئی بہت بڑا عادی مجرم اور پاپی ہی اپنے عیوب سرِ عام بیان کرنے میں شاید فخر محسوس کرتا ہو اور وہ بھی محض قانون کی ڈھیلی گرفت کی وجہ سے، ورنہ زندہ ضمیر شخص ہمیشہ اپنی

❶ سنن ابوداؤد ۷۴۶ ج ۲ ص کتاب النکاح:2142
❷ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص 689
❸ صحیح بخاری:6042

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کمزوریوں کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے ہمارا مذہب پردہ پوشی کا درس دیتا ہے خواہ اس کا تعلق اپنی ذات سے ہو یا غیر سے۔

پردے کی اقسام:

پردے کی کئی اقسام ہیں جن میں سے کچھ کا تعلق مرد اور عورت دونوں سے ہے اور کچھ کا تعلق کسی ایک سے ہے۔ انسان کے جسم میں کچھ اعضاء ستر کہلاتے ہیں جنہیں کسی کے سامنے کھولتے ہوئے اسے شرم آتی ہے۔

کسی بھی مہذب معاشرے میں مرد حضرات غیر محرم خواتین کے ساتھ اس طرح بات چیت نہیں کرتے جس طرح محرمات کے ساتھ کرتے ہیں، یہی طرزِ عمل مہذب خواتین کا ہوتا ہے۔

پردے کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے غَضِ بَصَر کا حکم فرمایا ہے، نکتے کی بات یہ ہے کہ پہلے یہ حکم مردوں کو دیا گیا پھر عورتوں کو [1] ہمارے ہاں زباں زد عام مقولہ ہے کہ جو عورت نظریں جھکا کر چلتی ہے اس کے والدین سر اٹھا کر (سربلند ہو کر) چلتے ہیں اور جو عورت نظریں اٹھا کر چلے اس کے خاندان کا سر جھکا ہوا ہوتا ہے۔

اہل مغرب میں ''عورت مقدم'' یعنی "LADIES FIRST" کا تصور پایا جاتا ہے، اسلام نے ''عورت مقدس'' کا نعرہ لگایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو جنت میں بھی ہمارے والدین کو غیر ملبوس نہ چھوڑا تھا وہ ابلیس ہی تھا جس نے ان کا لباس اتروانے کی مذموم سازش کی تھی۔ اس کی ذریت نے اسی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عورت کو بے لباس کیا ہے (اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ)

مقناطیس اور لوہا:

مقناطیس اور لوہے میں کشش سے انکار نہیں۔ مرد اور عورت کی مثال ان سے ملتی جلتی

---

[1] النور: ۳۰۔۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جبلی طور پر دونوں کے مابین کشش (ATRACTION) پائی جاتی ہے جس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ابلیس انسانی معاشرے میں بے راہ روی کا فروغ چاہتا ہے۔

''عورت'' کے معنی ہیں ''پردہ''۔ اللہ تعالیٰ نے عورت پر اندرونِ خانہ ذمہ داریاں ڈالی ہیں جبکہ مرد بیرونِ خانہ ذمہ داریاں نبھاتا ہے۔ عورت کو گھر میں فرض نماز ادا کرنے کی اجازت ہے جبکہ مرد کو بلا عذر اس کی اجازت نہیں۔ مرد کو اپنے جیسے مردوں کے ساتھ کھلے عام رہنا روا ہے جبکہ عورت گھر کی زینت اور اپنے شوہر کی عزت و ناموس اور مال کی محافظ ہوتی ہے اس لئے اس کی عفت و عصمت کا اہتمام بدرجہ اولیٰ ضروری تھا، لہٰذا اللہ پاک نے اسے بر بنائے ضرورت گھر سے باہر نکلتے وقت پردہ کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ کوئی غیر محرم مرد شیاطین کے بہکاوے میں آکر اس کے پاکیزہ چہرے پر میلی نگاہ نہ ڈال سکے۔

دل اور آنکھ کا پردہ؟:۔

بعض لوگوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ پردے کا تعلق دل اور آنکھ سے ہے۔ شاید وہ بھول جاتے ہیں کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے پہلے پہل پردے کا حکم دیا تھا، کیا نعوذ باللہ ان کے دل بے پردہ اور وہ غضِ بصر کی صفت سے محروم تھے؟؟ اولئك مبرءون مما يقولون، [1] (وہ ایسی سوچ سے مبرا ہیں) اگر اس کا جواب نفی میں ہے، اور یقیناً نفی میں ہے تو یہ نظریہ درست نہ ٹھہرا۔

جس طرح مرد کے لئے غیر محرم عورت کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح عورت کے لئے بھی کسی غیر محرم مرد کو دیکھنا جائز نہیں، نبی اکرم ﷺ کے پاس نابینا صحابی عبداللہ بن ام مکتوم تشریف لائے، سید الکونین ﷺ نے اپنی ازواج کو اس سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا، وہ بولیں کہ یہ تو نابینا ہے، یہ سن کر امامِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ نابینا ہے تو تم تو دیکھ سکتی ہو۔ [2]

---

1. نور:۲۶
2. ابوداؤد:۴۱۱۲، ترمذی:۲۷۷۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پردہ کن سے؟

پردہ کا تعلق محرم رشتوں سے نہیں بلکہ غیر محرم سے ہے، مستورات کو محرموں سامنے آنے کی اجازت قرآن مجید میں " ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا" ❶ "اور نہ ظاہر کریں اپنی زینت مگر جو عام طور پر ظاہر ہے" کے الفاظ میں ہے۔ اس سے زیادہ کی اجازت صرف شوہر کے لئے ہے۔

چہرہ سرِ فہرست :۔

"الا ما ظھر منھا" میں سرفہرست چہرہ آتا ہے، علاوہ ازیں سوائے ہاتھ پاؤں کے سراپا جسم پوشیدہ رہنے کا حکم ہے، یہاں تک تو کوئی اختلاف نہیں ہے تاہم بعض کے نزدیک "" چہرہ" حکمِ حجاب سے مستثنیٰ اور "الا ماظھر منھا" میں آتا ہے، مگر اس نظریہ سے اتفاق مشکل ہے کیونکہ پھر محرم اور غیر محرم میں کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا، اس لئے کہ باقی جسم تو ماسوائے شوہر کے سب کے سامنے مستور ہی ہوتا ہے، پھر حجاب کا حکم کا چہ معنی دارد؟ واقعہ افک میں صفوان بن معطلؓ صحابیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میں اس مقام پر پہنچا جہاں سے قافلے نے کوچ کیا تھا تو سیدہ عائشہؓ محوخواب تھیں، نیند میں ان کے چہرے سے کپڑا اہٹا ہوا تھا، چونکہ پردے کا حکم آنے سے پہلے میں نے ان کو دیکھا تھا اس لئے پہچان کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، میری آواز سن کر وہ سنبھل گئیں، ❷

اسی طرح حج کے مسائل میں صحابیاتؓ سے مروی ہے کہ جب کوئی غیر محرم سامنے آجاتا تو ہم کپڑے کا پلو منہ پر لے لیا کرتی تھیں۔ ❸

---

❶ النور:۳۱

❷ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۴۵۹

❸ مستدرک حاکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زینتِ نسواں میں چہرہ سرِ فہرست ہے، مگر محرم کیلئے یہ ستر نہیں، دنیا میں نبی ﷺ کی ازواج مطہراتؓ سے زیادہ پاکیزہ کوئی عورت نہیں ہو سکتی، لقوله تعالى الطيبت للطيبين ❶ یعنی ''پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں'' اور نبی ﷺ کے صحابہؓ سے زیادہ پاکیزہ کوئی لوگ نہیں ہو سکتے، کیونکہ قرآن مجید میں ہے، اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى، ❷ ترجمہ:۔''اللہ ان لوگوں کے دلوں کے تقویٰ کا امتحان لے چکا'' نیز اللہ پاک نے فرمایا، و ازواجه امهاتهم'' ❸ یعنی ''نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں'' اس کے باوجود اللہ پاک نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا، اذا سألتموهن شيئا فاسئلوهن من وراء حجاب ❹ کہ اگر کسی چیز کا سوال کرنا ہو تو پسِ پردہ ہو کر کرنا۔

مومن عورت کی پہچان:

پاکیزہ اور باکردار مسلم خواتین کو بیرونِ خانہ نکلتے وقت حجاب لینے کا حکم دینے کی دو وجوہات قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں، فرمایا،

ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ۔ ❺

اس سے (ایک تو) کم از کم ان کی پہچان اور شناخت ہو جائے گی (کہ یہ کس کیٹیگری کی خاتون ہے، باحیا ہے یا بے حیا اور بے شرم ہے) اور (دوئم) انہیں کوئی ایذا نہیں پہنچا سکے گا۔

''مستورات''

مستورات کا لفظ عورتوں کے لئے بولا جاتا ہے جس کا معنی ہے ''چھپی ہوئی چیزیں'' سو جو عورت بے پردہ ہو کر باہر نکلے گویا اس نے خود کو مستورات کی فہرست سے خارج کر

❶ نور:۲۶ ❷ الحجرات:۳ ❸ الاحزاب:۶
❹ الاحزاب:۵۳ ❺ الاحزاب:۵۹

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ پھر جو عورت مسلمان کہلانے کے باوجود بے پردہ ہو کر نکلتی ہے تو وہ اپنی مذہبی اور ملی شناخت کھو دیتی ہے۔ اگر راہ چلتی دو بے پردہ خواتین میں سے ایک مسلمان ہو تو کیا کوئی اور پیمانہ ایسا ہے کہ دیکھنے والے اسے مسلمان سمجھ سکیں؟ جب غیر مسلم عورت ایسا نیم عریاں لباس پہننے میں شرم وحیا محسوس نہیں کرتی جس کا پہننا اور نہ پہننا برابر ہوتا ہے تو حیادار مسلم خواتین شرعی حدود کی پاسداری کرتے ہوئے نقاب لینے میں سبکی اور کمتری محسوس کیوں کریں۔؟ ان دونوں میں سے جو اپنی ظاہری صورت پر پریشان ہو، سمجھ لیجئے کہ وہ تہذیب کی مریضہ ہے۔ اور ایک کہنے والا کہہ گیا ''تہذیب کے مریض کو گولی سے فائدہ''

المیہ:

یہ ہے کہ اہل اسلام بحیثیت مجموعی اپنی مذہبی اور ملی شناخت کھوتے جارہے ہیں۔ کیا یہ ظلم اور افسوس کی بات نہیں کہ کسی محفل میں موجود سکھ کو دیکھ کر اس کے سکھ ہونے کا تو پتہ چل جائے مگر ایک مسلمان کی پہچان نہ ہو سکے۔؟!

سوال نمبر ۳

(الف) کیا موجودہ دور کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اسلامی فقہ (حنفی، حنبلی، مالکی، شافعی، جعفریہ) و اسلامی روائتی لٹریچر (حدیث، تفسیر، تصورِ تقلید وغیرہ) کا اصول شریعہ و قرآنی اصول مساوات عدل، احسان، میزان کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اور قرآن میں احکام کا بتدریج 23 سال کے عرصے میں ارتقاء (GRADUALISM IN REFORM) کی روشنی میں اور اصولِ زمان و مکان آج کی ضروریات کے پیشِ نظر پھر سے جائزہ (RE VISIT) لیا جا سکتا ہے۔؟

(ب) کیا اجتہاد کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے؟ کیا دورِ حاضر کی ضروریات کے مدنظر اسلامی اصولوں کے اندر نئی قانون سازی ہو سکتی ہے؟ جسے اقبال نے SPIRIT OF MOVEMENT TO ISLAM کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الجوابات بنُصرتِ الّذی خلق الارض والسمٰوات

فقہ اور اجتہاد جامد نہیں:

کلام اللہ اور سنت رسول اللہ دین کی اساس اور فقہ کی بنیاد ہیں۔ مذہبی اصطلاح میں ''فقہ'' قرآن وسنت کی سوجھ بوجھ اور ان کی روشنی میں مسائل مستنبط کرنے کی صلاحیت و قابلیت کا نام ہے، مسلم علمائے کرام کی سوچ بچار کا محور یہی دو چیزیں چلی آ رہی ہیں۔ فرمانِ نبوی ہے،

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ [1]

میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک ان کے ساتھ وابستہ رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے، وہ دو چیزیں اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہیں۔

نیز فرمایا،

مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، [2]

''اللہ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے''

مذکورہ ارشادِ پیغمبر علیہ السلام میں لفظ ''مَنْ'' عام ہے جو مرد، عورت واحد جمع اور بلا قیدِ زمان ومکاں حاضر وغائب سب کو محیط ہے۔ نبوت کا دروازہ محمد رسول اللہ ﷺ کی آمد کے ساتھ ہی بند کر دیا گیا مگر اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے، مجتہد وہی ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث کا علم اور سمجھ عطا فرمائے۔ اکابر فقہائے کرامؒ نے اپنے اپنے ادوار میں پیش آنے والے نوزائیدہ مسائل پر قرآن وسنت کی روشنی میں غور فرما کر مناسب حل تلاش کرنے کی

---

1. مشکوٰۃ: ج۱ ص حدیث: ۱۸۶
2. بخاری: ۷۱، مسلم: ۵۶۴۹، ترمذی: ۲۶۴۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخلصانہ کوششیں کیں۔ ہوسکتا ہے کسی نئے مسئلہ کی تہہ تک سب کی رسائی ممکن نہ ہو، اسلئے فقہی اختلاف سامنے آسکتا ہے، ارشادِ رب العالمین ہے،

وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ [1]

ہر صاحب علم سے بڑھ کر کوئی نہ کوئی صاحبِ علم ضرور ہوتا ہے،

اگر تفقہ کا تعلق مخصوص افراد یا زمانے کے ساتھ مقید ہوتا تو صحابہ کرامؓ سے بڑھ کرامت میں کوئی فقیہ نہیں گزرا لہٰذا اجتہاد اور تفقہ فی الدین کا کام قرنِ اول میں ہی جامد ہو جاتا۔ مگر ایسا نہیں بلکہ کئی متقدمین اور متاخرین فقہاء کے مابین صدیوں کے فاصلے موجود ہیں۔

ارتقائی مراحل اور فقہِ ائمہ؛

جہاں تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کا تعلق ہے تو ان میں کسی قسم کی کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، قرآن وحدیث اور عملِ صحابہؓ سے جو قوانین ہمیں ورثے میں ملے ہیں ان میں ردوبدل کی قطعاً کوئی اجازت نہیں ہے۔ البتہ وقت کے ساتھ ساتھ نوزائیدہ مسائل سے نمٹنے کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے اجتہاد کا دروازہ کھلا رکھا ہے، یہی وجہ ہے کہ مرورِ زمانہ کے ساتھ پیدا ہونے والے نئے مسائل کے حل مذکورہ مآخذ (قرآن وحدیث اور تعاملِ صحابہ کرامؓ) کی روشنی میں فقہائے عظامؒ نے اپنے علم و ادراک کے مطابق تجویز فرمائے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ان فقہائے کرام کی آراء پر غور کرنے کے بعد جس کی بات از روئے دلائل، قرآن وحدیث سے قریب تر سمجھے قبول کرلے۔ جیسے کہ بعض متقدمین نے اپنی دانست کے مطابق جو حل تجویز فرمائے ان میں سے کچھ نہایت پیچیدہ اور ناممکن العمل تھے اس لئے متاخرین میں سے بعض نے اپنے مخصوص امام کی فقہ کو چھوڑ کر دوسرے امام رائمہ کے فتاویٰ پر عمل پیرا ہونے کو جائز قرار دیا ہے۔ [2] مثلاً

---

[1] یوسف:۷٦

[2] تفصیل کے لئے دیکھئے خاکسار کی تالیف ''نکاح وطلاق کے اصول وضوابط''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفقود الخبر کے مسئلہ میں اب علمائے احناف فقہ مالکیہ پر چلتے ہیں۔مسئلہ طلاق ثلاثہ میں کئی حنفی علمائے کرام (عبد الحی لکھنوی ، پیر محمد کرم شاہ بھیروی الازہری، شمس پیرزادہ صاحب وغیرہ) فقہ حنفی سے ہٹ کر چلنے کی اجازت دیتے ہیں۔ان کا یہ طرزِ عمل اس لحاظ سے قابلِ ستائش ہے کہ وہ نہ صرف ائمہ اربعہ بلکہ دیگر محدثین وفقہائے امت (مؤلفین صحاح ستہ، امام ابن قیم، امام ابن تیمیہ، امام شوکانی، شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرھم، رحمھم اللہ اجمعین) کے فتاویٰ اور تجاویز کو یکجا کر کے جس کی بات قرآن وحدیث اور آثارِ صحابہؓ سے قریب تر دیکھتے ہیں، اپنا لیتے ہیں۔کاش تمام امور میں یہی طریقہ اختیار کیا جاتا تو اختلافات کے سمندر کا پاٹ کم ہوکر برائے نام رہ جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ علامہ اقبالؒ کا اشارہ اسی طرف تھا۔واللہ اعلم بالصواب۔۔

سوال نمبر ۴:۔

(الف) مرد اور عورت کے اندر معاہدہِ نکاح کے مطابق کیا حقوق و ذمہ داریاں ہیں۔؟ بیوی کے معاشی حقوق کیا ہیں؟ کیا عورت کو شادی میں حق انتخاب حاصل ہے۔؟ شادی میں بلوغت کے تصور میں کیا ذہنی اور جسمانی بلوغت دونوں شامل ہیں؟ ایک اسلامی مفکر کے مطابق قرآن وہ واحد صحیفہ ہے جو ایک شادی (MONIGAMY) کی سفارش کرتا ہے اور عدل کے پیمانے کی تحتی اسی طرف اشارہ ہے۔کیا یہ بات درست ہے۔؟

(ب) آنحضرتؐ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں کیا گھریلو کام کاج صرف عورتوں کی ذمہ داری ہے؟ اسلام گھریلو کام کو کیا قدرو قیمت دیتا ہے۔؟

الجوابات بنصرتِ رب کائنات:

(الف) خیارِ بلوغ:

فرد خاندان کی اکائی ہے، اس کی حیثیت ایک پوری سلطنت کی سی ہے۔اس کے اعضاء اس کی رعایا ہوتے ہیں۔نکاح کی صورت میں ایک عورت اور ایک مرد خاندان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داغ بیل ڈالتے ہیں۔ گویا یہ دو حکومتوں کا باہمی ملاپ اور گٹھ جوڑ ہوتا ہے اس لئے دونوں کے لئے ایک دوسرے میں بسنے والی رعایا کا تحفظ کرنا اور خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ جس طرح دنیا میں مختلف ممالک بعض ترجیحات کی بنا پر باہمی تعلقات استوار کرتے ہیں اسی طرح زوجین کو بھی یہ اختیار حاصل ہے کیونکہ ان کا ملاپ بھی چھوٹی سی دو حکومتوں کے الحاق کے مترادف ہوتا ہے۔ ایک وقت ہوتا ہے کہ جب ایک فرد اپنا فیصلہ خود نہیں کرسکتا، دفاع نہیں کرسکتا، عوارضاتِ زندگی سے نبرد آزما نہیں ہوسکتا، والدین اور بڑوں کا مرہونِ منت ہوتا ہے لیکن جیسے جیسے بڑا ہوتا ہے، کئی معاملات میں خود کفیل ہوتا چلا جاتا ہے، اسی طرح اگرچہ مذہب میں والدین بطور وکیل اپنے نابالغ بچوں کو ازدواجی رشتوں میں منسلک کرسکتے ہیں، تاہم کسی بھی مذکر یا مؤنث کو بعد از بلوغت والدین کے فیصلے سے اتفاق یا اختلاف کا حق حاصل ہوتا ہے۔ مذہب کی زبان میں اسے خیارِ بلوغ کہتے ہیں۔ بلوغت سے مراد ذہنی اور جسمانی پختگی ہے۔ بلوغت کے بعد خاموشی ان کی رضامندی پر محمول ہوگی۔ لہٰذا ایک بار رضامندی کے بعد انکار تسلیم نہ ہوگا۔

اسلام عورت کو مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ (عصمت براری کے لئے نہ کہ چھپی آشنائی کی خاطر) کی شرط پر شادی میں حقِ انتخاب دیتا ہے۔ مگر غیر معروف طریقے اور ولیٔ مرشد کی مرضی کے بغیر نہیں۔ ولی بھی عورت کی خوشی اور ناخوشی کو ملحوظ خاطر رکھنے کا پابند ہے بصورتِ دیگر عورت کو اپنے وکیل (ولی مرشد) کے فیصلے کے خلاف آواز اٹھانے کا قانونی حق حاصل ہوتا ہے۔ وہ خلاف منشاء نکاح کی تنسیخ کے لئے عدالت سے رجوع کرسکتی ہے۔ عدالت اس ضمن میں عورت کی مرضی کے مطابق فیصلہ کرنے کی مجاز ہے۔ اس پر مندرجہ ذیل احادیث دال ہیں،

عَنْ خَنْسَآءَ بِنْتِ خَذَامٍ: اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهَا [1]

[1] نسائی ج ۵ ص ۱۶۸ حدیث: ۳۲۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خنساءؓ بنت خذام فرماتی ہیں کہ وہ بیوہ تھیں۔ان کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا، انہیں یہ بات اچھی نہ لگی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا مدعا بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح فسخ کر دیا۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَتَاةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَقَالَتْ: اِنَّ اَبِيْ زَوَّجَنِيْ ابْنَ اَخِيْهِ لِيَرْفَعَ بِيْ خَسِيْسَتَهُ وَ اَنَا كَارِهَةٌ. فَقَالَتْ اِجْلِسِيْ حَتّٰى يَأْتِيَ النَّبِيُّ ﷺ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَاَخْبَرَتْهُ فَاَرْسَلَ اِلٰى اَبِيْهَا فَدَعَاهُ. فَجَعَلَ الْاَمْرَ اِلَيْهَا. فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ أَجَزْتُ مَا صَنَعَ اَبِيْ وَلٰكِنْ اَرَدْتُ اَنْ اَعْلَمَ أَلِلنِّسَاءِ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ۔ ❶

سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک نوجوان لڑکی آ کر کہنے لگی کہ میرے والد نے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا ہے تا کہ میری وجہ سے اس کا مقام بلند ہو لیکن میں پسند نہیں کرتی، سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تک یہیں بیٹھو، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس نے ساری بات آپؐ کو بتلائی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے والد کو پیغام بھیج کر بلا یا اور معاملہ لڑکی کے سپرد کر دیا، (یہ سن کر) لڑکی بولی کہ یا رسول اللہ میں اپنے باپ کے فیصلے کو برقرار رکھتی ہوں میں تو صرف یہ جاننا چاہتی تھی کہ کیا اس معاملے میں عورتوں کے اختیار میں بھی کوئی چیز ہے؟

(ب) زوجین کا گھر کے کام کاج میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا مسنون ہے۔حدیث میں ہے،

عَنْ اَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ

❶ نسائی ج۵ ص۱۷۱ حدیث:۳۲۷۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِيْ بَيْتِهٖ؟ فَقَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ بَيْتِهٖ مَهْنَةِ اَهْلِهٖ۔ تَعْنِيْ فِيْ خِدْمَةِ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ.

اسود بن یزید فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ آپؐ اپنے گھر میں کام کاج کیا کرتے تھے یعنی گھر والیوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لئے چلے جایا کرتے تھے۔ ❶

سوال؛۵؛۔

طلاق میں شوہر و بیوی (مطلقہ) کے کیا حقوق و ذمہ داریاں ہیں اور اس ضمن میں اسلام نے طلاق کی اقسام کے پیشِ نظر کیا اصولِ مساوات وضع کیا ہے؟ کیا قرآن مرد کو یہ حکم دیتا ہے کہ اپنی مطلقہ بیوی کو متاعِ حیات دے؟ خاندان اسلامی معاشرے کا ستون ہے جبکہ مرد اس کو طلاق کے ذریعے چشمِ زدن میں توڑ سکتا ہے جبکہ عورت کو ظالم شوہر سے خلع حاصل کرنے کیلئے حق مہر و مال سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں اور عدالتوں میں دھکے کھانے پڑتے ہیں۔؟ اس صورت حال کے پیش نظر کیا مرد کے حق میں طلاق کو اسلامی اصولوں کے اندر رہتے ہوئے کسی قانونی دائرہ کار میں لانا چاہیے؟

{الجواب}

طلاق اور حقوقِ نسواں؛

طلاق رجعی کی عدت کے دوران نہ تو مرد، عورت کو گھر سے نکالنے کا مجاز ہے اور نہ ہی عورت کو گھر چھوڑ کر کہیں جانے کی اجازت ہے ❷ دونوں ایک ہی گھر میں رہیں گے، اس دوران عورت کا نان ونفقہ اور پوشاک مرد کے ذمہ ہوگی۔ اگر اس عرصے میں کسی کا انتقال ہو

❶ بخاری ج ا ص ۱۳۲ حدیث: ۶۷۶
❷ طلاق: ۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے تو فریق ثانی کو متوفی کی وراثت سے حصہ بھی ملے گا۔ اگر دورانِ عدت حق زوجیت سے بہرہ ور ہو گئے تو یہ رجوع تصور ہوگا۔ (اس میں کسی مکتب فکر کا کوئی اختلاف نہیں ہے)

مرد میں فطرتاً برداشت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے عموماً طلاق دینے سے پہلے سوچتا ہے جبکہ عورت میں لا اُبالی پن کا عنصر غالب ہوتا ہے لہٰذا باوجود وعید شدید کے اکثر طلاق کے مطالبے کرتی ہے، اگر تفریق کا حق برابر دے دیا جاتا تو عورت اپنے ہاتھوں لٹ کررہ جاتی، اسلئے اللہ تعالیٰ نے حالات کو کنٹرول میں رکھنے کے اصول وضوابط تشکیل فرمادیئے۔ مرد کو طلاق کا حق دیتے ہوئے تین مراحل مقرر فرمائے۔ یعنی دو رجعی طلاقیں اور ایک بائنہ مغلظہ۔ طلاق کا مقصد جدائی ہے جو ایک مرتبہ کہنے سے پورا ہو جاتا ہے، اسلئے اگر طلاق کے بغیر کوئی چارہ نہ رہ جائے تو بالاتفاق ایک وقت میں ایک طلاق پر اکتفا کرنا مستحسن ہے۔۔ طلاق ابغض الحلال ہے اسلئے اس کا تکرار مناسب نہیں۔ نیز جب مرد لفظ "طلاق" استعمال کرتا ہے تو عورت اس کے حبالۂ عقد سے نکل جاتی ہے، اس لئے (دوبارہ یا سہ بارہ) اس لفظ کو دہرانا عبث ہے، ہاں عورت پر اس کے حسبِ حال عدت کے دوران مرد کو حقِ رجوع حاصل ہوتا ہے اور بعد ازاں بھی عورت کی رضامندی سے عقدِ جدید کے تحت خانہ آبادی کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ مرد کے حقِ طلاق کے استعمال سے خاندانی عمارت لرز جاتی ہے تاہم ایک عرصے تک قابل مرمت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے دو مواقع رکھے ہیں، اس کے باوجود اگر صورت حال ویسی ہی رہے تو پھر واپسی کا دروازہ "حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ" [1] کے تحت بند۔ تاہم حلالہ جیسے لعنتی فعل کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔

اگر مرد کا رویہ ناروانہ ہو تو عورت مقامی پنچائت یا عدالت کے ذریعے خلع لے سکتی ہے خلع کی صورت میں راجح مسلک کے مطابق مختلعہ کی عدت ایک حیض ہے۔ [2] جس طرح رجعی طلاق کی عدت ختم ہو جانے کے بعد مصالحت کی صورت بن جائے تو پہلے کی طرح

---

1. البقرہ: ۲۳۰
2. جامع ترمذی ج ۲ حدیث: ۱۱۸۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوبارہ نکاح ہوگا، اسی طرح اگر خلع کے بعد بھی زوجین راضی ہوں تو عقد جدید کے ذریعے گھر بسایا جاسکتا ہے۔

شریعت میں توازن؛

اللہ نے مساوات کا نظام ہر جگہ رکھا ہے، اگر شادی کے بعد مرد طلاق دے دے تو اسے پورا پورا حق مہر عورت کو دینا ہوتا ہے، اور اگر عورت خود جامہ خلاصی کے لیے خلع لینا چاہے تو اسے حق مہر سے دست بردار ہونا پڑتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے نہ تو مرد کی طرف داری کی ہے نہ ہی عورت پر کوئی ظلم کیا ہے۔ وان اللہ لیس بظلام للعبید، (الحج:۱۰)

مسئلہ طلاق کے ضمن میں تجویز:۔

جس طرح نکاح کے لئے دو عادل گواہ ہونے ضروری ہیں اسی طرح طلاق اور رجوع کے لئے بھی دو گواہ ہونے چاہئیں (الطلاق:۲) تاہم چونکہ گھریلو جھگڑے کے وقت عموماً زوجین کے علاوہ کوئی اور موجود نہیں ہوتا اس لئے بالاتفاق بایں صورت دی گئی طلاق نافذ ہو جاتی ہے، اگر حکومتِ وقت کوئی ایسا قانون پاس کر کے یا کم از کم تعزیری حکمنامہ (ORDINANCE) جاری کر کے مرد حضرات کو پابند کر دے کہ گواہوں کی موجودگی کے بغیر طلاق نہ دیں، اور ایک وقت میں ایک ہی طلاق دے کر دوران عدت خاموش رہیں تو طلاق کے واقعات میں خاطر خواہ کمی واقع ہو سکتی ہے۔

سوال نمبر ۶؛

(الف) کیا اگر کوئی مسلمان چاہے تو بیٹی کے حالات کی تنگی کو دیکھتے ہوئے اپنی زندگی میں اسے بیٹے کے برابر حصہ دے سکتا ہے؟ (وراثت موت کے بعد لاگو ہوتی ہے)

(ب) آج کل خواتین کو یہ کہہ کر وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے کہ انہیں بہت کچھ جہیز دے دیا گیا تھا؟ اس سلسلے میں علماء کرام خاص طور پر دیہاتی مساجد کے مولوی کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رول ادا کر سکتے ہیں۔؟ کیا اسلام میں وٹہ سٹہ (شغار شادی) اور قرآن سے شادی کی اجازت ہے۔؟

{جوابات}

(الف) زندگی میں تقسیم جائیداد:۔

انسان کی ملکیت میں جو چیز ہو وہ اس کی جائیداد کہلاتی ہے۔ جائیداد کی دو قسمیں ہیں،

نمبر ا۔ منقولہ جائیداد:۔

جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جا سکتی ہے جیسے زیورات اور نقدی وغیرہ،

نمبر ۲۔ غیر منقولہ جائیداد:

جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کی جا سکتی، مثلاً مکان اور زمین۔

مملوکہ جائیداد میں انسان حین حیات شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے تصرف کر سکتا ہے، بیوی بچوں پر خرچ کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھی دے سکتا ہے۔ کوئی صاحب جائیداد اپنی موت کے بعد اولاد میں لڑائی جھگڑے کے اندیشے کے پیش نظر یا حفظ ماتقدم کے طور پر چاہے تو زندگی میں مملوکہ جائداد اپنی اولاد میں تقسیم کر سکتا ہے۔ اس میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں۔ مگر اس صورت میں کیا وہ بیٹے اور بیٹی کو مساوی حصہ دے یا قانونِ وراثت کے تحت ۲:۱ کی نسبت سے؟ اس میں اختلاف ہے۔ اکثر فقہاء برابری کے قائل ہیں جبکہ بعض قانون وراثت کے تحت تقسیم کا نظریہ رکھتے ہیں۔ ذیل میں دونوں نظریات کا مختصر خاکہ اور جائزہ پیش خدمت ہے،

فریق اول کا مؤقف:

حینِ حیات اولاد میں جائیداد کی تقسیم عطیہ یا ہبہ کہلاتی ہے جب کہ وراثت کا قانون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موت کے بعد ترکہ پر لاگو ہوتا ہے اسلئے عطیہ یا ہبہ اور وراثت کے قوانین مختلف ہیں۔ قانونِ وراثت کا ذکر قرآن مجید میں تفصیلاً آیا ہے جسکے مطابق متوفی کے ورثا میں اولاد کے علاوہ بعض دیگر اہل خاندان بھی آتے ہیں۔

عطیہ اور ہبہ کے اصولوں کی نشاندہی فرمان رسول اللہ ﷺ کرتا ہے، جن کے تحت اگر کوئی شخص زندگی میں اپنی جائیداد صرف اولاد کو دینا چاہے تو اس کی اجازت ہے مگر اس صورت میں بیٹے اور بیٹی کے درمیان مساوی تقسیم کا حکم ہے۔ حدیثِ نبوی ہے،

"اِعۡدِلُوۡا بَيۡنَ اَوۡلَادِكُمۡ" ❶

یعنی اولاد میں انصاف کرو

امام بخاریؒ اس باب کی ابتداء میں حدیث لائے ہیں کہ "اِعۡدِلُوۡا بَيۡنَ اَوۡلَادِكُمۡ فِي الۡعَطِيَّةِ" یعنی (اولاد کو عطیہ دینے میں انصاف سے کام لو)

علاوہ ازیں کتب حدیث میں سیدنا نعمانؓ بن بشیرؓ کا معروف واقعہ موجود ہے،

عَنۡ نُعۡمَانِ بۡنِ بَشِيۡرٍ : اَنَّ اَبَاهُ اَتٰى بِهٖ اِلٰى رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنِّيۡ نَحَلۡتُ اِبۡنِيۡ هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ :((أَ كُلِّ وَلَدِكَ نَحَلۡتَ مِثۡلَهٗ ؟)) قَالَ لَا : قَالَ ((فَارۡجِعۡهُ)) ❷

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے کہ میرے باپ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کی کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو یہ غلام بطور عطیہ دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو نے باقی اولاد کو بھی ایسے ہی غلام دیا ہے، انہوں نے کہا، نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس سے واپس لے لو۔

دوسری روایت میں قدرے تفصیل ہے کہ،

عَنۡ نُعۡمَانِ بۡنِ بَشِيۡرٍ قَالَ اُمُّهٗ بِنۡتُ رَوَاحَةَ سَأَلَتۡ اَبَاهُ بَعۡضَ

❶ بخاری باب الهبة للولد
❷ بخاری ج ۴ ص ۸۸ حدیث: ۲۵۸۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلْمَوْهِبَةِ مِنْ مَالِهٖ لِابْنِهَا فَالْتَوٰى بِهَا سَنَةً ثُمَّ بَدَا لَهٗ فَقَالَتْ لَا اَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَا وَهَبْتَ لِابْنِيْ فَاَخَذَ بِيَدِيْ وَ اَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ هٰذَا بِنْتَ رَوَاحَةَ اَعْجَبَهَا اَنْ اُشْهِدَكَ عَلَى الَّذِيْ وَهَبْتُ لِابْنِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا بَشِيْرُ أَلَكَ وَلَدٌ سِوٰى هٰذَا)) قَالَ نَعَمْ فَقَالَ ((اَكُلُّهُمْ وَهَبْتَ لَهٗ مِثْلَ هٰذَا)) قَالَ (لَا) قَالَ ((فَلَا تُشْهِدْنِيْ اِذًا فَاِنِّيْ لَا أَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ)) [1]

نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ ان کی ماں بنت رواحہؓ نے ان کے باپ سے کہا کہ اپنے مال میں سے میرے بیٹے (نعمان) کے نام کچھ ہبہ کردو مگر وہ ایک سال تک ٹالتے رہے، پھر وہ تیار ہو گئے تو وہ (میری ماں) بولی کہ جب تک تم اس بات پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ نہیں بنا لیتے میں راضی نہیں، میں اُن دنوں لڑکا تھا، میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ اس کی ماں چاہتی ہے کہ جو اس کے بیٹے کو دوں اس پر آپ کو گواہ بناؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس کے علاوہ بھی تمہاری اولاد ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا کہ کیا سب کو اسی طرح ہبہ کیا ہے، وہ بولا جی نہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھے گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی دورانِ زندگی اولاد کے درمیان جائداد تقسیم کرنا چاہے تو سب کو برابر برابر حصہ دے اور یہی انصاف ہے، اس کے برعکس کوئی بھی عمل از روئے حدیث ''جور'' یعنی ''ظلم'' ہے۔ اور ظلم کسی صورت جائز نہیں۔

---

[1] مسلم ج ۴ ص ۲۴۳ حدیث: ۴۱۸۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فریقِ ثانی کا موقف:

اللہ تعالیٰ کا قانون منصفانہ تقسیم پر مبنی ہے جس کے تحت بیٹے کے لئے بیٹی سے دگنا حصہ رکھا گیا ہے، تو اس انصاف کو دوران زندگی بھی ملحوظِ نظر کیوں نہ رکھا جائے؟ ڈاکٹر وہبہ زحیلی فرماتے ہیں۔

"وقَالَ الْحَنَابِلَةَ وَ مُحَمَّدٌ مِنَ الْحَنَفِيَّةِ : لِلْاَبِ اَنْ يُقَسِمَ بَيْنَ الْاَوْلَادِ عَلٰى حَسْبِ قِسْمَةِ اللهِ تَعَالٰى فِي الْمِيْرَاثِ. فَيَجْعَلُ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ لِاَنَّ اللهَ تَعَالٰى قَسَمَ بَيْنَهُمْ كَذَالِكَ اَوْلٰى مَا اقْتَدٰى بِهٖ هُوَ قِسْمَةُ اللهِ." [1]

یعنی حنابلہ اور حنفیہ میں سے محمد نے کہا ہے کہ باپ کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنی جائیداد اپنی اولاد کے درمیان اللہ کی تقسیم کے مطابق تقسیم کرے جو اللہ نے میراث کی بابت بتلائی ہے یعنی ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اس طرح کی تقسیم کی ہے، اور زیادہ لائق بات، جس کی پیروی کی جائے وہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے۔

وقَالَ الْحَنَابِلَةُ :بَلِ التَّسْوِيَّةُ اَنْ تَجْعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ عَلٰى حَسْبِ التَّوْرِيْثِ." [2]

حنابلہ نے کہا کہ برابری یہ ہے کہ اصول وراثت کے مطابق ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دیا جائے۔

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب حفظہ اللہ بحوالہ فتح الباری للحافظ ابن حجرؒ رقمطراز ہیں کہ:۔

1. بحوالہ ہفت روزہ الاعتصام ج ۶۷،ش ۲۳ ص ۱۳، ہفت روزہ اہلحدیث ج ۴۶ ش ۹ ۳ ص ۱۳
2. الفقہ الاسلامی: ۵/۱۴/۴۰ بحوالہ ہفت روزہ الاعتصام ج ۶۷ ش ۱۳،، ہفت روزہ اہلحدیث ج ۴۶ ش ۲۹ ص ۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ اخْتَلَفُوْا فِي التَّسْوِيَةِ. فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَ اَحْمَدُ وَ اِسْحَاقُ وَ بَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ وَ الْمَالِكِيَّةِ : اَلْعَدْلُ اَنْ يُعْطِيَ الذَّكَرُ حَظَّيْنِ كَالْمِيْرَاثِ، وَاحْتَجُّوْا بِاَنَّهُ حَظُّهَا مِنْ ذٰلِكَ الْمَالِ لَوْ اَبْقَاهُ الْوَاهِبُ فِيْ يَدِهٖ حَتّٰى مَاتَ [1]

"برابری کس طرح ہو؟ محمد بن الحسن (احناف میں سے) امام احمد، امام اسحاق، شوافع اور مالکیہ میں سے بعض حضرات نے کہا ہے کہ عدل یہ ہے کہ مرد کو دو حصے دیئے جائیں جیسے کہ میراث میں ہوتا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ عورت کا یہی (ایک) حصہ اس وقت ہوگا جب مال ہبہ کرنے والے کے پاس ہی رہے حتیٰ کہ اسے موت آجائے" (اور اس کا مال تقسیم ہو تو عورت کو ایک ہی حصہ ملے گا)

حافظ صلاح الدین صاحب مدظلہ العالی نے فقہ السنہ للسید سابق مصری اور شیخ احمد بن صالح العثیمین کی تحریروں کے حوالے سے بھی یہی موقف بیان فرمایا ہے،

ایک مؤقف یہ بھی ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد لڑکیوں کو ۱/۲ حصہ بھی نہیں دیا جاتا، اس لئے ہبہ اور تقسیم جائیداد کو دو الگ الگ چیزیں تسلیم کر کے مساوات اور (زندگی میں) تقسیم جائیداد ۲:۱ کی بنیاد کو مان لیا جائے تو مذکورہ خرابیوں کا بہت حد تک انسداد ممکن ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا شرعا اس کی گنجائش ہے؟ اس کے جواب میں موصوف حافظ صاحب حفظہ اللہ اپنا مؤقف کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"یہ علماء کی اپنی رائے ہے کہ باپ زندگی میں جو کچھ بھی دے گا وہ عطیہ ہی ہے، ہمارے خیال میں وہ عطیے کی نیت سے دے گا تو وہ عطیہ ہی ہوگا جس میں مساوات کا اہتمام حدیث مذکور کے مطابق ضروری ہے، لیکن جائیداد کی تقسیم عطیہ نہیں ہے اور باپ اگر ایسا کرنا

[1] الفقہ الاسلامی: ۵/ ۱۴۰۲۰ بحوالہ ہفت روزہ الاعتصام ج ۶۷ ش ۱۳، ہفت روزہ الحدیث ج ۶ ش ۲۹ ص ۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہتا ہے تو اس کی نیت عطیے کی ہرگز نہیں ہوتی، وہ اولاد کو متوقع جھگڑوں سے بچانے کیلئے جائیداد تقسیم کرتا ہے اور جائیداد کی تقسیم میں لڑکے اور لڑکی کے حصوں میں فرق نہ کرنا اللہ کی تقسیم کے خلاف ہے، یہ تقسیم زندگی میں ہو یا مرنے کے بعد، اس میں عدل یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ" کے اصول کو ملحوظ رکھا جائے۔ ورنہ شیخ عثیمین کے بقول ظلم ہوگا عدل نہیں۔ عدل اللہ ہی کی تقسیم میں ہے، زندگی میں ہو یا مرنے کے بعد۔" ❶

جائزہ:

ایک مسلمہ اصول ہے کہ ہیت /حالت بدل جانے سے حکم بدل جایا کرتا ہے؛ جیسے از روئے قرآن مجید اگر ایک غیر مدخولہ کو طلاق ہو جائے تو اس پر کوئی عدت نہیں، لیکن اگر ایسی ہی عورت بیوہ ہو جائے تو بمطابق حدیث وہ چار ماہ اور دس دن عدت گزارے گی۔ دوسری مثال یہ ہے کہ قربانی بھی مسنون ہے اور عقیقہ بھی، مگر قربانی کے جانور کی جو شرائط حدیث میں بیان کی گئی ہیں ان کا اطلاق عقیقے کے جانور پر نہیں ہوتا؟ قربانی میں گائے اور اونٹ بھی ذبح کئے جا سکتے ہیں مگر عقیقے میں بکری اور بھیڑ کا ذبیحہ ہی مسنون ہے؟ علیٰ ھذا القیاس ایسی اور بھی مثالیں ہیں جن کے بارے میں "کیوں" کہنا منافیٔ شریعت ہے، کیونکہ شریعت عقل کے تابع نہیں بلکہ عقل شریعت کی غلام ہے، بقول سیدنا علیؓ اگر دین میں قیاس کا دخل ہوتا تو موزوں پر مسح پاؤں کے نیچے سے بہتر ہوتا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے پاؤں کے اوپر سے مسح کیا۔ ❷ اگر بحالت وضو ہوا خارج ہو جائے تو تازہ وضو کرنے کیلئے استنجا کرنا ضروری نہیں یعنی مقعد کو دھونا ضروری نہیں جہاں سے ہوا کا اخراج ہوا، کیوں؟ یہاں عقل لا جواب ہے۔

---

❶ ہفت روزہ الاعتصام، ج ۶۷ ش ۲۳ ص ۱۴، ہفت روزہ اہلحدیث ج ۶ ۴ ش ۲۹ ص ۱۴

❷ ابوداؤد: ۱۶۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی اور موت دو الگ الگ حقیقتیں اور حالتیں ہیں اس لئے دونوں کے احکام بھی الگ الگ ہیں، اگر کوئی اولاد کے مابین تقسیم جائیداد کے سلسلے میں اللہ کے دیئے ہوئے اختیار کو دوران زندگی استعمال کرنا چاہے تو حکم نبوی کے مطابق ہی اس کا مجاز ہوگا یعنی برابری کی بنیاد پر خواہ جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ، بصورتِ دیگر اس کی موت کے بعد اللہ کا اپنا اٹل قانون (قانون وراثت) ہی نافذ ہوگا اگر زندگی میں جائیداد کی تقسیم قانونِ وراثت کے تحت ضروری ہو تو پھر مالک اپنی جائیداد صرف اولاد میں ہی تقسیم کرنے کا مجاز کیونکر ہوسکتا ہے؟ پھر تو اس پر باقی سب متوقع ورثاء (والدین، اور زوجین میں سے خاوند یا بیوی) کو ان کے حصے دینے کی پابندی بھی ضروری ہوگی اور ایسا نہ کرنے پر عتاب بھی!

کیا تقسیمِ جائیداد عطیہ نہیں ہے؟

جائیداد کی تقسیم کو عطیہ نہ کہنا درست نہیں۔ نیت عطیے کی ہو یا جھگڑوں سے بچانے کے لئے ھبہ کرنے کی، کسی صورت میں جیتے جی ان پر نہ تو ترکہ کے الفاظ بولے جاتے ہیں نہ قانونِ وراثت ان پر لاگو ہوتا ہے۔

زندگی میں تقسیم جائیداد کے وقت "لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ"[1] پر عمل کو انسدادِ ظلم کا ذریعہ سمجھنا مندرجہ ذیل پیچیدگیوں کا پیش خیمہ بھی ہوسکتا ہے،

نمبرا:۔ ممکن ہے ناخلف اولادِ نرینہ باپ کی اس خواہش کو عملی جامہ نہ پہنانے دے تاکہ اس کی موت کے بعد وہ بہنوں اور دیگر ورثاء کو شرعی حصوں سے محروم کر سکے۔

نمبر ۲:۔ باپ کے جیتے جی لڑکے قانونِ وراثت کے تحت تقسیمِ جائیداد کا مطالبہ کریں کہ اس طرح انہیں دیگر متوقع ورثاء کے حصص سمیت زیادہ (اور بہنوں سے دگنا) حصہ مل جائے گا۔

نمبر ۳:۔ ایسے قریبی رشتے جو موت کی صورت میں اس کے وارث بن سکتے ہوں، حین حیات تقسیم کے وقت کہہ سکتے ہیں کہ قانونِ وراثت کے تحت تقسیمِ جائیداد میں ہمارا

[1] النساء:۱۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی حصہ بھی بنتا ہے۔

نمبر ۴:۔ محدث عصر مولانا ارشاد الحق اثری صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ زندگی میں ۲:۱ کی نسبت سے تقسیم کرنے بعد بالفرض ایک بیٹا فوت ہو جاتا ہے۔ تو بایں صورت پوتے کو تو حصہ مل گیا جب کہ وراثت میں وہ اس کا حقدار نہیں۔ یوں یہ تقسیم قانونِ وراثت کو ختم کرنے کے مترادف یا اس سے متصادم ہے۔

نوٹ:۔ اس وقت وطنِ عزیز میں ترکہ کی تقسیم اسلامی شرعی اصولوں کے مطابق ہوتی ہے اس لئے شرعاً اور قانوناً کسی کی حق تلفی ممکن نہیں۔

فریقِ ثانی کے ذیل میں جن فقہاء کے اسمائے گرامی مذکور ہیں ان میں سے کئی دوسرا نظریہ بھی رکھتے ہیں جیسا کہ فتح الباری کی عبارت میں دوسرے مؤقف کے قائلین کے لئے لفظ ''بعض'' سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے اکثر فقہائے عظامؒ دورانِ زندگی اولاد میں جائیداد کی تقسیم کے مسئلہ پر برابری کا فتویٰ دیتے ہیں احادیثِ ھبہ وعطیہ کی روشنی میں ان کا نظریہ ہی اوثق معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب،

''ب'':۔

عورت کو حق وراثت سے محروم کرنا شرعاً حرام ہے، جہیز کا تعلق ترکہ سے نہیں، بلکہ ملک سے ہوتا ہے، زندگی میں جو مال پاس ہو وہ مِلک کہلاتا ہے جبکہ ترکہ وہ ہوتا ہے جو متوفی پیچھے چھوڑ جاتا ہے، اگر جہیز کا تعلق ترکہ سے ہوتا تو شادی شدہ اور کنواری عورتوں کے حق وراثت کے فرق کی وضاحت ہوتی، عوام الناس کو وراثت کے مسائل سے آگاہی کے لئے دروس کا اہتمام بہت ضروری ہے۔

نکاح شغار:۔

زمانۂ جاہلیت کے نکاحوں میں ایک قسم نکاحِ شغار کی تھی جس کے بارے میں فرمانِ نبوی ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ [1]

''اسلام میں شغار نہیں''

شغار ہے کیا؟

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ احادیث نبویہ، محدثین کی شروحات اور لغت کی روشنی میں شغار کی تعریف دیکھ لی جائے۔ چنانچہ حدیث میں ہے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ اِبْنَتَه عَلٰى أَنْ يُزَوِّجَه اِبْنَتَه وَ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ [2]

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاحِ شغار سے منع فرمایا ہے، اور نکاحِ شغار یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کا اس شرط پر نکاح کسی کے ساتھ کرے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ کرے گا اور دونوں میں مہر مقرر نہ ہو۔

امام نوویؒ شارح صحیح مسلم رقمطراز ہیں،

وَ صُوْرَتُهُ الْوَاضِحَةُ زَوَّجْتُكَ بِنْتِيْ عَلٰى أَنْ تَزَوِّجَنِيْ بِنْتَكَ وَبِضْعُ كُلِّ وَاحِدَةٍ صَدَاقٌ لِلْأُخْرٰى فَيَقُوْلُ قَبِلْتُ۔''

شغار کی واضح شکل یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ میں نے اپنی بیٹی اس شرط پر تیرے نکاح میں دی کہ تو بھی اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے گا اور دونوں کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے لئے مہر مقرر کی گئی ہیں، وہ کہے کہ مجھے قبول ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

---

[1] صحیح مسلم: ج ۴ ص ۳۲ حدیث: ۳۴۶۵

[2] مسلم: ج ۴ ص ۳۲ حدیث: ۳۴۶۵

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قال الغزالی فی الوسیط صورته الکاملة ان یقول زوجتك ابنتی علی ان تزوجنی ابنتك علیٰ ان یکون بضع کل واحدة منهما صداقا للاخریٰ و مهما انعقد نکاح ابنتی انعقد نکاح ابنتك [1]

یعنی امام غزالیؒ نے الوسیط میں فرمایا ہے کہ شغار کی اصل تعریف یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ میں اپنی بیٹی اس شرط پر تیرے نکاح میں دیتا ہوں کہ تو بھی اپنی بیٹی اس شرط پر میرے نکاح دے کہ ان میں سے ہر ایک کی شرمگاہ دوسری کے لئے مہر ہوگی۔

اہل لغت کے مطابق

والشِغَارُ بِالْکَسْرِ اَنْ یُّزَوِّجَ الرَّجُلُ الْمرأَةُ عَلٰی اَنْ یُزَوِّجَهٗ اُخْریٰ بِغَیْرِ مَهرٍ کُلَّ وَاحِدٍ بِضْعُ اٰخْریٰ۔ [2]

شغار یہ ہے کہ ایک شخص کسی عورت سے اس شرط پر نکاح کرے کہ دوسرا اپنی رشتہ دار اس کے نکاح میں بغیر مہر کے دے گا، (بلکہ) دونوں کی شرمگاہ ایک دوسری کی مہر ہوگی۔

مروجہ وٹہ سٹہ اور شغار:۔

مذکورہ تصریحات سے یہ بات واضح ہے کہ شغار اس نکاح کو کہتے ہیں جس میں طرفین اپنی عورتوں کا نکاح ایک دوسرے کے ساتھ اس شرط پر کریں کہ ان کے مابین کوئی مہر نہ ہوگا اور اگر مہر ہوگا تو اس کی صورت یہ ہوگی کہ دونوں عورتیں ہی ایک دوسرے کا مہر ہوں گی، اگر

---

1. فتح الباری
2. کتاب القبس فی شرح مؤطا مالک بن انس، جلد۱ ص ۷۰۴ بحوالہ القاموس ۲۰۲۶ ۲/۲ النہایۃ:۲/۴۸۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ شرائط نہ پائی جائیں تو وہ شغار نہ ہوگا۔ چنانچہ محدث عصر حافظ محمد گوندلوی ؒ فرماتے ہیں،

''شغار میں دو شرطوں کا ذکر کیا گیا ہے،

(۱) اشتراط یعنی ایجاب و قبول میں ایک نکاح میں دوسرے کی شرط ہو، اگر ایسا نہ ہو بلکہ دونوں نکاح الگ الگ ہوں تو شغار نہیں۔

(۲) مہر کا ذکر نہ ہو یا مہر کی نفی ہو اس میں اختلاف ہے۔ صحیح یہی ہے۔ اگر مہر کا ذکر نہ ہو تو شغار نہیں ہے بعض کے نزدیک شغار کے لئے صرف پہلی شرط کا ہونا کافی ہے۔

آج کل جو ملک میں رواج ہے کہ اس میں نہ پہلی شرط ہوتی ہے نہ دوسری، بلکہ پہلے سے طے کر لیتے ہیں کہ ہم اپنی اپنی لڑکی کا ایک دوسرے کے ساتھ نکاح کر دیں گے مگر ایجاب و قبول میں اس کا ذکر نہیں کیا جاتا، یہ شغار نہیں کیونکہ نکاح ایجاب و قبول کا نام ہے نہ کہ وعدہ کا۔'' [1]

اندیشۂ سود و زیاں:

بعض کے نزدیک مروجہ وٹہ سٹہ کی شادیاں اسلئے درست نہیں کہ اگر جوڑے میں لڑائی ہو تو دوسرا جوڑا بھی اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ ایک شخص کسی وجہ سے بیوی کی پٹائی کرے تو دوسرا بلا وجہ بیوی کو پیٹ ڈالتا ہے۔ مگر! یہ وجہ باعث حرمت نہیں۔ کسی کے ناجائز کام کرنے سے جائز کام کیوں کر حرام ہو سکتا ہے؟

تصویر کا دوسرا رخ:۔

ہمارے ہاں جہالت کا عنصر غالب ہے۔ جس اندیشے کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اسی کی روک تھام اور اپنی بچیوں کو تحفظ فراہم کرنے کی خاطر بھی ادلے بدلے کی شادیوں کا رجحان پایا جاتا ہے۔ کئی خواندہ اور سمجھ دار لوگوں میں اس کے برعکس مثالیں بھی پائی جاتی ہیں، یعنی ایسی شادیوں کے بعد ایک جوڑا اجڑ گیا جبکہ دوسرا شاد آباد رہا۔

[1] الاعتصام یکم نومبر ۱۹۵۷ء ص ۲ کالم ۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حکم تفریق؛

أَنَّ الْعَبَّاسَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ الْعَبَّاسِ أَنْكَحَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَكَمِ اِبْنَتَه، وَأَنْكَحَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اِبْنَتَه، وَكَانَا جَعَلَا صَدَاقًا فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ ابْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ إِلٰى مَرْوَانَ يَأْمُرُهُ بِالتَّفْرِيْقِ بَيْنَهُمَا وَقَالَ فِيْ كِتَابِهِ هٰذَا شِغَارُ الَّذِيْ نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ [1]

مذکورہ بالا حدیث کے دو مکاتب فکر کے علمائے کرام کے تراجم پیش خدمت ہیں،

{ترجمہ نمبر ا۔ از مجلس علمی دار الدعوۃ (نئی دہلی)}

عباس بن عبداللہ بن عباس نے اپنی بیٹی کا نکاح عبدالرحمٰن بن الحکم سے کر دیا اور عبدالرحمٰن بن حکم نے اپنی بیٹی کا نکاح عباس سے کر دیا اور دونوں میں سے ہر ایک نے اپنی بیٹی کے شادی کرنے کو اپنی بیوی کا مہر قرار دیا تو معاویہ نے مروان بن الحکم کو ان کے درمیان جدائی کرا دینے کا حکم لکھ کر بھیجا اور اپنے خط میں یہ بھی لکھا کہ یہی وہ شغار ہے جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

{ترجمہ نمبر ۲۔ از مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہان پوری؛ (مکتب بریلویہ)}

”عباس عبدالرحمٰن بن [2] عباس نے اپنا نکاح کیا عبدالرحمٰن بن حکم کی بیٹی سے اور عبدالرحمٰن کا نکاح اپنی بیٹی سے کر دیا اور دونوں نے اسی کو مہر قرار دیا تو حضرت معاویہ نے مروان کو حکم دیتے ہوئے لکھا کہ دونوں جوڑوں

---

[1] ابوداؤ، ج2 ص627 حدیث 2075

[1] عباس بن عبداللہ بن عباس کی بجائے عباس عبدالرحمن بن عباس لکھا گیا ہے جو کہ کتابت کی غلطی لگتی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں تفریق کرادی جائے اور اپنے مکتوب گرامی میں لکھا کہ یہ شغار ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے"

دونوں تراجم کا مفہوم ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ حضرت امیر معاویہؓ نے اس وٹے سٹے کے نکاح کو اس لئے باطل قرار دیا تھا کہ اس میں طرفین کی جانب سے ایک لڑکی کو ہی دوسری کا مہر قرار دیا گیا تھا۔

مولانا عبدالجلیل سامرودیؒ:

"اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مجرد عدم ذکر صداق ہی مانع عقد نہیں بلکہ فرج کا فرج سے ہی تبادلہ، یہی ایک شے مانع عقد ہے۔ ایک فرج کا حصول و مدار ثانی فرج پر ہونا مانع نکاح ہے۔ اگر اس طرح نہیں ہے تو پھر منع کی کوئی وجہ نہیں۔ ابن حزمؒ کا بھی یہی خلاصۃ المرام ہے۔ ہمارے شیخ مرحوم نے حدیث معاویہ کے دو جواب فرمائے ہیں،

① یہ کہ رائے ہے معاویہؓ کی اور مخالف ہے لغت اور صحیح حدیث کے۔

② انہوں نے مہر وہی کیا ہوگا یعنی بِضْعُ اَحَدٍ لِّلْاٰخَرِ بِلَا مَهْرٍ یعنی حدیث کی عبارت یوں ہوگی، و جعلا الشغار صداقا۔

امام نوویؒ کا مقولہ بھی اسی کا موید ہے،

مَا نصه وَ صُوْرَتُهُ الْوَاضِحَةُ زَوَّجْتُكَ بِنْتِيْ عَلٰى اَنْ تَزَوَّجَنِيْ بِنْتَكَ وَبِضْعُ كُلِّ وَاحِدَةٍ صَدَاقٌ لِّلْاُخْرٰى فَيَقُوْلُ قَبِلْتُ۔[1]

"ابوداؤد میں جو امیر معاویہ کی روایت ہے جس میں مہر کا ذکر ہے پھر اس کو شغار کہا گیا ہے، بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مطابق صرف پہلی شرط کا ہونا شغار کے لئے کافی ہے۔ مگر حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ مہر مثل نہ تھا یعنی "کان لم یکن" تھا اور بعض نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ نکاح کو ہی مہر

[1] صحیفہ اہلحدیث ج ۱۳ مجریہ یکم رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنایا گیا تھا الگ مہر نہیں باندھا گیا تھا۔ اس احتمال کے ہوتے ہوئے اس سے استدلال کرنا کہ صرف پہلی شرط کا شغار کے لئے ہونا کافی ہے صحیح نہیں۔''❶

مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ:۔

''بغیر شرط ایک دوسرے کو رشتہ لینا دینا جائز بلکہ احسان ہے''❷

فتاوی نذیریہ:۔

سوال:۔ ایک نکاح ہمارے ہاں بصورت بٹہ کیا گیا ہے۔ ہم لوگ اس کو شغار سمجھتے ہیں لھذا اس کا تدارک کس طرح کیا جائے۔؟

جواب:۔ '' نکاح مذکور صحیح ہے اس کو نکاحِ شغار نہیں کہنا چاہئے۔ شغار میں صرف جانبین سے مہر بضع ہوتا ہے اور صورت مذکورہ میں جانبین سے زر مہر کیا گیا ہے لھذا نکاح شغار سے اس کو کوئی تعلق نہیں اور ابوداؤد میں جو واقعہ حضرت معاویہؓ کا موجود ہے اس کی توجیہہ اس طرح ہے کہ اول تو یہ رائے فہمِ حضرت معاویہ ہے جو کہ حدیث اور لغات عربیہ اور فہمِ صحابہؓ کے خلاف ہے اس لئے قابل قبول نہیں۔ دوسرے یہ کہ اس کی صحیح توجیہہ اس طرح ہے کہ واقعہ مذکور میں مہر اس طرح رکھا گیا ہوگا ''بضع احدٍ للآخر بلا مھر یعنی حدیث کی عبارت یوں ہوگی، و جعلا الشغار صداقا، اس لئے حضرت معاویہؓ نے اس صورت میں تفریق کا حکم صادر فرمایا تھا۔''❸

قرآن مجید کے ساتھ شادی:۔

یہ جہلاء کا مخترعہ عمل ہے خیر القرون میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ کسی عورت کی شادی جائز طریقے سے صرف اپنی ہم جنس مخلوق (مرد) کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے جبکہ قرآن تو مخلوق ہی نہیں۔ علاوہ ازیں کسی عورت کی مسجد، درخت یا پہاڑ وغیرہ کے ساتھ شادی کرنا شریعت

❶ الاعتصام یکم مارچ ۱۹۵۷ء

❷ تنظیم اہلحدیث ج ۴۰، شمارہ ۲۵ ص ۵

❸ فتاویٰ نذیریہ ضمیمہ ج ۲ ص ۳۱، ۳۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ہو چھا مذاق اور موجب جگ ہنسائی ہے۔ از روئے شریعت دو مختلف جنسوں کا ملاپ غیر مستحسن اور ناپسندیدہ فعل ہے سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی جانب سے مامور اور اس کے فرمانبردار بندے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوروں کی نسبت ہمیں تین باتوں کا خصوصی حکم دیا کہ،

① ہم کامل وضو کیا کریں،

② صدقہ نہ کھائیں اور

③ گھوڑی پر گدھا نہ چھوڑیں [1]

سوال نمبر ۷:۔

(الف) کیا اسلام صنفی تشدد (غیرت کے نام پر قتل، کاروکاری، وَنی، سورہ یعنی دیت میں عورت کو مقتول کے خاندان کے حوالے کرنا، عورتوں کو جنسی طور پر ہراساں کرنا، تیزاب پھینکنا، ناک، کان کاٹنا، چھیڑنا اور آوازیں کسنا) کے متعلق سخت رویہ اختیار کرتا ہے۔؟

(ب) کیا اسلام گھریلو تشدد کی اجازت دیتا ہے؟ یعنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر مار پیٹ گالی گلوچ کر کے بیوی پر ذہنی جسمانی و جذباتی تشدد کرنا اس بارے میں اسلام کیا ہدایات دیتا ہے؟؟

www.kitabosunnat.com

جوابات:۔

کاروکاری اور ونی کا تصور:۔

(الف) کاروکاری اور سورہ کا تصور بھی ناروا سوچ کا شاخسانہ ہے۔ "ونی" جیسی معاشرتی کمزوری کے متعلق میرا ذاتی خیال ہے کہ شاید ابتداً اس کا وہ مقصد نہیں ہوتا ہوگا جو پچھلوں نے کشید کر لیا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ شروع میں ایک دوسرے کے خون کے

[1] ابوداؤد ج ۱ ص، ۲۰۲ حدیث: ۸۰۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیاسوں میں صلح کراتے وقت امن و آشتی کو مزید مستحکم کرنے کے لئے باہمی مشاورت اور رضامندی سے انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ازدواجی رشتوں میں منسلک کر دینے کی مخلصانہ رائے نے آگے چل کر "بے گناہ خواتین" کی جبری قربانی کا ایسا ظالمانہ روپ دھار لیا جو پرلے درجے کی سفاکیت ہے۔

تن سوزی کے دیگر طریقے:

کوئی مہذب معاشرہ گھناؤنی اور بیہودہ حرکات کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام سراسر خیرخواہی کا دین ہے لہٰذا اسلام میں ایسے کاموں کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ اعضاء کاٹنا مثلہ کہلاتا ہے، علامہ بلاذریؒ لکھتے ہیں کہ سیدنا علیؓ نے بیٹوں سے فرمایا تھا کہ اگر میں زندہ رہا تو ابن ملجم کے بارے میں خود فیصلہ کروں گا اور اگر جانبر نہ ہوسکوں اور تم قصاص لینا چاہو تو بیک وار اس کا سر اتار لینا اور اس کا مثلہ ہرگز نہ کرنا کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ

"لَا تُمَثِّلُوا وَلَوْ بِالْكَلْبِ الْعُقُوْرِ۔

مثلہ نہ کرو خواہ پاگل کتا ہی کیوں نہ ہو۔

مثلہ کی ممانعت پر بے شمار احادیث موجود ہیں، ہاں اگر کوئی کسی کی آنکھیں نکال دے، ہڈی توڑ دے یا سر کچل ڈالے تو بدلے میں اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنے کا حکم ہے، قرآن مجید میں ہے،

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ۔

ترجمہ: ہم نے ان پر (توریت میں) لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے بدلے زخم۔ ❶

❶ المائدہ:۴۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک لڑکی کا سر کچلنے والے شخص کا سر نبی ﷺ کے حکم پر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل ڈالا گیا تھا [1]

(ب) سب وشتم :۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا جرم شرک ہے، جس کے متعلق فرمایا،

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ [2]

بلاشبہ اللہ نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے ،اس کے علاوہ چاہے تو سارے گناہ معاف کردے۔

اس سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مشرک سے اللہ تعالیٰ کو کتنی نفرت ہے، لیکن اس کے باوجود فرمایا،

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ [3]

اللہ کے سوا پکارنے والوں کو گالی مت دینا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ [4]

مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے،

ایک حدیث میں منافقین کی جو علامات بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ

وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" [5]

اور جب جھگڑا کرتا ہے تو گالی بکتا ہے۔

اس کے برعکس گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دیتے ہوئے امام کائنات ﷺ نے فرمایا، تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے، اور میں تم میں اپنے گھر والوں کے ساتھ نہایت ہی بہتر سلوک کرنے والا ہوں [6]

---

1. النسائی ج ٦ ص ٧٠٧ حدیث: ٤٧٣٦
2. النساء: ١١٦
3. الانعام: ١٠٨
4. مسلم: ٢٢١، ترمذی ٢٦٣٥
5. مسلم: ٢٢١، ترمذی ٢٦٣٥
6. ابن ماجہ: ١٩٧٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیویوں کے حقوق

عورت اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور انسان کی جنس میں سے ہے۔انسانیت کی تکمیل کے لئے عورت کا وجود ضروری تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ابولبشر سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد انہیں عورت کی شکل میں جیون ساتھی عطا فرمایا جو حواؑ کے نام سے مشہور ہیں۔سیدہ حوا علیہا السلام کی پیدائش آدم علیہ السلام کے جنت میں جانے سے پہلے عمل میں آئی، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے،

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ❶

اے آدم تم اپنی بیوی کے ہمراہ جنت میں رہو۔

اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرد جیسی رہائش اختیار کرے ویسی ہی رہائش اپنی بیوی کو بھی فراہم کرے کیونکہ جنت میں جانے سے پہلے ہمارے بابا آدمؑ ملاء اعلیٰ میں جہاں تھے ان کی زوجہ محترمہؓ بھی وہیں ان کے ہمراہ تھیں اور جب انہیں جنت میں رہائش پذیر ہونے کا حکم ملا تو اپنی زوجہ کو ساتھ لے جانے کا حکم ملا اور بعد میں جب انہیں زمین پر بھیجا گیا تو حوا بھی انؑ کے ہمراہ زمین پر آ گئیں۔اللہ تعالیٰ نے عالمِ جاوید کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا،

وَ مَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۔ ❷

ترجمہ:مردوں اور عورتوں میں سے جس نے بھی بحالتِ ایمان نیک اعمال کئے

❶ البقرہ:35 ❷ النساء:124

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی کوئی حق تلفی نہیں کی جائے گی۔

علاوہ ازیں قرآن مجید میں ہے،

هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ❶

وہ مع ازواج مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

بیویوں سے حسن سلوک:

حدیث نبوی ہے،

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي ❷

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ اچھا ہے اور میں تم میں سے اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے اچھا برتاؤ کرنے والا ہوں۔

نبی اکرم ﷺ کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ مثالی زندگی گزاری۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی کے سامنے اپنی ازواج کا گلہ نہیں کیا، بلکہ ازواج میں سے بھی کسی کو کسی کے خلاف بات کرنے کی اجازت نہ دی، آپ ﷺ کو اپنی ازواج میں سب سے زیادہ فطری لگاؤ سیدہ عائشہؓ سے تھا، اس کے باوجود وہؓ خود فرماتی ہیں۔

قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ صَفِيَّةَ اِمْرَأَةٌ وَقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا كَأَنَّهَا تَعْنِي قَصِيرَةٌ. فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِهَا مَاءَ الْبَحْرِ لَمُزِجَتْهُ ❸

میں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) صفیہؓ تو ایسی ہے، یعنی چھوٹے قد والی ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا "تو نے

---

❶ یٰس: 56

❷ ترمذی: 3895؛ ابن ماجہ: 1977

❸ ابوداؤد: 4875

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسی بات کی ہے کہ اگر سمندر کے پانی میں گھول کر ملادی جائے تو اس کا ذائقہ بھی بدل کرر کھ دے''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا نکاح خاتونِ اول سیدہ خدیجہؓ کے ساتھ ہوا تھا، انہوں نے بڑا طویل عرصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزارا، ان کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور شادیاں کیں، سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی کثرت کے ساتھ خدیجہؓ کا ذکر (تعریف) کرتے کہ جتنا رشک مجھے خدیجہؓ پر آتا تھا اتنا آپ کی کسی اور بیوی پر نہ آتا تھا، اگر ان کو پالیتی تو معلوم نہیں میرا کیا حال ہوتا۔ ❶

حسنِ سلوک میں بیوی کی سہیلیوں کا خیال رکھنا:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ اپنی ازواج کی سہیلیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک فرمایا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں سیدہ خدیجہؓ کی وفات کے تین سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آئی تھی، میں نے دیکھا،

كَانَ إِذَا ذَبَحَ الشَّاةَ فَيَقُولُ (أَرْسِلُوا بِهَا إِلَى أَصْدِقَاءِ خَدِيجَةَ) ❷

یعنی ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی بکری ذبح کرتے تو فرماتے کہ خدیجہؓ کی سہیلیوں کو حصہ بھیجو''

ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی شادی اتنی کم عمر میں کر دی گئی تھی کہ وہ ابھی گڑیوں کے ساتھ کھیلتی تھیں، فرماتی ہیں،

وَكَانَتْ تَأْتِينِي صَوَاحِبِي وَكُنَّ يَنْقَمِعْنَ مِنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ ❸

میری سہیلیاں میرے پاس آتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر چھپ جایا

❶ ترمذی: 3875
❷ صحیح مسلم: 6278
❸ مسلم 6287

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتی تھیں، (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ انہیں میرے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔

ایک سے زائد عورتوں کے ساتھ نکاح اور مساوات:۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کو ایک سے زائد نکاح کرنے کی اجازت دی تو اسے انصاف کی شرط کے ساتھ مشروط بھی کر دیا چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ، فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً [1]

نکاح کرو، دو دو، تین تین اور چار چار عورتوں سے، لیکن اگر ناانصافی کا ڈر ہو تو پھر ایک پر ہی اکتفا کرنا۔

اس آیت میں چونکہ ابتداء میں ایک نکاح کا ذکر نہیں تو بعض ناپختہ ذہنوں میں یہ بات در آئی کہ اسلام میں ایک سے زائد شادیاں کرنے کو ترجیح دی گئی ہے کیونکہ آیت کی ابتداء ہی (مثنیٰ) کے الفاظ سے ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ "ایک اور ایک مل کر ہی دو ہوتے ہیں" لہٰذا دوسرا نکاح تب ہی دوسرا کہلائے گا جب پہلے ایک ہو چکا ہوگا، اس سے ثابت ہوا کہ ایک عورت سے نکاح تو بدیہی ہے، اس لئے ترجیح ایک ہی کو حاصل ہے، ایک سے زائد کی محض اجازت ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ اگر ڈر ہو کہ ایک سے زائد بیویاں رکھنے کی صورت میں انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک عورت ہی حبالہ عقد میں رکھنا۔

بعض کج فہم شیطانی بہکاوے میں بہت دور نکل گئے اور مذکورہ آیت کے ترجمے سے یہ سمجھ لیا کہ "دو، دو" کا مطلب (2+2) اور تین تین سے (3+3) اور اسی طرح چار چار سے (4+4) مراد ہے۔ اگر اس خیال کو درست مان لیا جائے تو کل کو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ چونکہ یہ الفاظ ایک جگہ اکٹھے آئے ہیں اسلئے ان سب کا مجموعہ مراد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل

---

[1] النساء: ۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم ولغت کے نزدیک یہ فاش غلطی ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بھی وضاحت فرمادی ہے کہ تم ایک سے زائد بیویوں کے درمیان ہرگز انصاف نہیں کرسکو گے، چنانچہ فرمایا،

وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ❶

اورتم باوجود بسیار کوشش کے عورتوں کے مابین کبھی انصاف نہیں کرسکو گے، تو کسی کو یوں لاوارث نہ چھوڑ دینا کہ (تاحیات) معلق ہوکر (لٹکتی) ہی رہ جائے۔

اس آیت میں انصاف کے تقاضوں کی تکمیل کیلئے تعددِ ازواج کے سلسلہ میں تنبیہ کی گئی ہے۔

حدیث مبارکہ ہے کہ اگر کسی کی دو (یا اس سے زیادہ) بیویاں ہوں اور اس نے ان کے مابین انصاف سے کام نہ لیا تو روزِ قیامت اس کے جسم کا ایک حصہ فالج زدہ ہوگا۔ ❷

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے مابین انصاف سے کام لیا کرتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ یہ تو میرے بس میں ہے، اور وہ قلبی تعلق جو تیرے ہی اختیار میں ہے اس کے بارے میں میرا مواخذہ نہ کرنا۔ ❸

بیویوں کی باہمی رضامندی کے ساتھ مرد کسی ایک بیوی کے ہاں قیام پذیر ہو جائے تو یہ جائز ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں اکثر سیدہ عائشہؓ کی باری کے متعلق پوچھا کرتے تھے، اس سے دوسری ازواج مطہراتؓ سمجھ گئیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہؓ کے ہاں رہنا چاہتے ہیں مگر از روئے انصاف ایسا نہیں کر پا رہے، چنانچہ تمام امہات المومنینؓ نے

---

❶ النساء:129

❷ تفسیر ابن کثیر ج1 ص 789

❸ تفسیر ابن کثیر ج1 ص789

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی باریاں حضرت عائشہؓ کے لئے ہبہ کردیں، ان کے اس جذبے سے نبی ﷺ خوش ہوئے اور تادم زیست سیدہ عائشہؓ کے حجرے میں رہائش پذیر رہے، بلکہ تب سے یوم البعث تک کیلئے وہیں محوِ استراحت ہیں، اللھم صل علی محمد و علی آل محمد۔

اگر ذہن میں یہ سوال آئے کہ پھر ایک سے زائد شادیاں کرنے کا جواز کیوں کر درست ہے؟ تو اس کے متعدد جوابات سلف صالحین دے چکے ہیں، جنگوں میں مردوں کا کام آجانے اور بعض اوقات، بچیوں کی کثرتِ پیدائش سے عورتوں کی تعداد عموماً مردوں سے دگنی، تگنی اور چوگنی تک ریکارڈ کی گئی ہے، اس لئے اسلام نے انسان کی فطری خواہشات اور ضروریات کے پیشِ نظر اور نیز بے راہ روی کے سدباب کے ساتھ ساتھ عورتوں کی عزت و ناموس کے تحفظ کی خاطر تعدد ازواج کو روا رکھا۔ جن مذاہب میں ایک سے زائد نکاح ممنوع ہیں، ان کے ماحول میں فحاشی عروج پر ہے۔ اسلام چہار سو جائز راہیں کھلی رکھتا ہے، اگر ایک عورت بوجوہ اولاد کے قابل نہیں تو اس کے حقوق کے یقینی تحفظ کے ساتھ مرد حصولِ اولاد کی خاطر دوسری صحت مند عورت سے نکاح کرسکتا ہے۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو عورت اس شخص سے آزادی حاصل کرنے کے بعد کسی اور مرد کے ساتھ شادی کرکے اپنی نیک اور جائز خواہش کی تکمیل کرسکتی ہے۔

دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی کی رضامندی:

وطنِ عزیز میں آئینی طور پر دوسری شادی سے قبل پہلی بیوی سے اجازت لینی ضروری ہے۔ یہ حقوق نسواں کے تحفظ کیلئے ایک وقتی، مقامی اور تعزیری قانون ہے جس کا مقصد ناانصافی اور بے جا شکایات کے دروازے بند کرنا ہے۔ از روئے اسلام حالات اور اشد ضرورت کے وقت حکومت وقت کو بعض اجتہادی فیصلے کرنے کی شرعاً اجازت ہے۔ وطن عزیز کے آئین میں نکاح کی رجسٹریشن کرانا بھی انہیں تعزیرات میں سے ہے جس پر کسی مکتب فکر کو اعتراض نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عموماً مرد دوسری شادی بعض وجوہات کی بنا پر کرتا ہے۔ جن میں فی زمانہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کی آپس میں کسی بھی وجہ سے ناچاقی ہو جاتی ہے اور مل کر رہنے کی کوئی معقول صورت نظر نہیں آتی۔ ان حالات میں اگر مرد اپنا گھر آباد کرنے کے لئے دوسری شادی کرنا چاہے تو احادیث کی روشنی میں اسے چاہئے کہ پہلی بیوی کو اپنے ارادے سے آگاہ کرے۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ ایک حلال مگر اللہ کے ہاں انتہائی ناپسندیدہ اقدام (طلاق) کی نوبت نہیں آئے گی اور اگر مرد دوسری شادی کر لیتا ہے، تو "فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ" کی زد میں نہیں آئے گا اور روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے دربار میں فالج زدہ ہو کر نہیں آئے گا۔

اگر وہ (عورت) اپنے نان ونفقہ اور ازواجی حقوق سے دستبردار ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے سیدنا عمرؓ نے ایک شخص کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو جسمانی نقص، بداخلاقی یا سن رسیدہ اور بے اولاد ہونے کی بنا پر فارغ کر کے دوسری شادی کرنا چاہے مگر وہ عورت جدائی پسند نہ کرتی ہو تو باہمی اتفاق سے جو طے کر لیں درست ہے۔ سیدنا علیؓ کا بھی یہی موقف تھا۔ ❶

طلاق سے بچنے کے لئے پہلی بیوی کا خاوند کو دوسری شادی کی اجازت دینا اس کا اپنے حقوق سے دستبردار ہونے کے مترادف ہی ہے جیسا کہ ام المومنین سیدہ سودہؓ نے کیا تھا۔ ❷

کبھی کبھی یہ آواز بھی کانوں میں گونجتی ہے کہ اگر مرد کو بیک وقت ایک سے زائد شادیوں کی اجازت ہے تو عورت کو کیوں نہیں؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ "وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ" ❸ (مرد اور عورت برابر نہیں ہو سکتے۔) مرد جسمانی اور جنسی لحاظ سے

---

❶ تفسیر ابن کثیر ج ا ص 788

❷ ابوداؤد: ج ۲ ص ۶۷۰ حدیث ۲۱۳۵

❸ آل عمران ۳۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورت سے کہیں زیادہ طاقت رکھتا ہے، وہ بیک وقت کئی عورتوں کے ازواجی حقوق پورے کرسکتا ہے جبکہ عورت صنفِ نازک ہے، وہ اس کی تاب نہیں رکھتی اس لئے اس پر مذہب نے احسان کیا۔ نیز اگر ایک عورت کو بیک وقت ایک سے زائد مردوں کے ساتھ شادی کی اجازت ہوتی تو اس صورت میں پیدا ہونے والی اولاد کے نسب اور وراثت میں جھگڑے ہوتے اور ہر طرف شکوک وشبہات کی گھٹا چھائی رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقہ، بیوہ اور مختلعہ کے استبرائے رِحم کے لئے عدت مقرر فرمائی ہے۔

ایلاء کی ممانعت:۔

ایلاء ایسے حلف کو کہتے ہیں جو عورت کے پاس حقِ زوجیت کی نیت سے نہ جانے کیلئے اٹھایا جائے جاہلیت میں لوگ بیویوں کو تنگ کرنے اور ان کی فطری خواہشات کو کچلنے کے لئے غیر معینہ عرصے کے لئے قسمیں کھایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے چار ماہ کی مدت مقرر کرتے ہوئے فرمایا:

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ . وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ . [1]

جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم اٹھالیں ان کے لئے چار ماہ کی مہلت ہے اگر رجوع کرلیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر طلاق کا ارادہ رکھتے ہوں تو اللہ سننے والا علم والا ہے۔

اس حکم میں عورت کی طرفداری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت کی حق تلفی سے روکتے ہوئے ایک ضابطہ دے دیا کہ اگر چار ماہ سے کم عرصے کے لئے قسم کھائے تو عورت صبر کا دامن تھامے رکھے، لیکن اگر مرد اس سے تجاوز کرے تو عورت اس سے رجوع یا طلاق کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

---

[1] البقرۃ:227،226

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایلاء کرنے والوں کے لئے دو ہی شرطیں ہیں کہ یا تو چار ماہ کے اندر رجوع کر لیں یا پھر طلاق دے دیں۔ اگر مرد ایسا حلف صرف عورت کی کسی کوتاہی پر اسے سبق سکھانے کے لئے اٹھائے اور وہ (عورت) رجوع کر لے تو اللہ بھی عورت کی کمزوری کو معاف فرما دے گا، ہاں اگر عورت کے راستبازی اختیار کرنے کے باوجود مرد چار ماہ سے زائد عرصے تک ایلاء پر قائم رہے تو پھر مرد کو اصرار سے روکا اور کہا جائے گا کہ یا تو ایلا سے باز آجائے یا پھر عورت کو طلاق دے دے۔ اگر پھر بھی مرد اپنی بات پر مصر رہے تو عورت کو عدالت کی طرف رجوع کا حق حاصل ہوگا۔

سیدنا عمرؓ نے ایک رات دوران گشت ایک عورت کی آواز سنی جو خاوند کی یاد میں کہہ رہی تھی، ''کتنی لمبی تاریک رات نے مجھے جگا رکھا ہے، میرا محبوب شوہر موجود نہیں کہ جس کے ساتھ دل لگی کر سکوں، بخدا اگر اسے اللہ کا خوف نہ ہوتا تو یہ چار پائی حرکت میں ہوتی۔''

یہ سن کر سیدنا عمرؓ نے اپنی بیٹی ام المومنین سیدہ حفصہؓ سے پوچھا کہ عورت اپنے خاوند کے بغیر کتنا عرصہ گزار سکتی ہے؟ ام المومنینؓ نے فرمایا کہ چار یا چھ ماہ، یہ سن کر سیدنا عمرؓ نے فرمان جاری کر دیا کہ کسی مسلمان مجاہد کو اس سے زیادہ عرصے کے لئے کسی محاذ پر نہ روکا جائے۔ [1]

ظہار کی مذمت:

زمانہ جاہلیت میں عورت کو معلق رکھنے کا ایک طریقہ ''ظہار'' تھا۔ ہوتا یہ تھا کہ شوہر اپنی بیوی سے کہتا کہ ''تو میرے لئے میری ماں کی طرح حرام ہے''

اب وہ عورت معلق ہو کر رہ جاتی، اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا،

وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـئِْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۴۰۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْقَوْلِ وَزُوْرًا، وَإِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ❶

تم میں سے جو لوگ اپنی عورتوں کو ماں کہتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے، یہ لوگ ناشائستہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں، اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسا کہنے والے مردوں کی سرزنش کرتے ہوئے انہیں محض فضول گو اور جھوٹا ہی قرار نہیں دیا بلکہ فرمایا،

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا. ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ. وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ. فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا. فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا. ❷

جو لوگ اپنی عورتوں کو ماں کہہ بیٹھیں اور پھر اپنی بات سے رجوع کرنا چاہیں تو وہ عورت کو چھونے سے پہلے غلام آزاد کریں، یہ تمہیں نصیحت کی جارہی ہے اور اللہ تمہارے کرتوتوں سے باخبر ہے اور جو غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ عورت کے پاس جانے سے پہلے دو ماہ کے لگاتار (بلا ناغہ) روزے رکھے اور جو یہ بھی نہ کرسکے تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

دوری کی معقول وجہ اور حدود:۔

اللہ نے انصاف کا ترازو قائم فرما رکھا ہے، اس لئے بعض ناگزیر حالات میں شوہر کو بیوی سے دور رہنے کی اجازت دی ہے۔ قرآن مجید میں ہے،

وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ. فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ❸

❶ مجادلہ:۲ ❷ مجادلہ ❸ النساء:۳۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو تو (پہلے) انہیں نصیحت کرو، (اگر نہ سمجھیں تو) پھر ان سے بستر الگ کرلو، (پھر بھی نہ مانیں) تو تادیبی کاروائی کرو، پھر اگر تمہاری مطیع بن جائیں تو ان پر زیادتی نہ کرنا،

اگر کوئی عورت اپنے حقوق سے خاوند کی کسی اور بیوی کے حق میں دست بردار ہو جائے تو یہ درست ہے۔ جیسا کہ سیدہ سودہؓ بنت زمعہ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی تھی۔ ❶

تادیبی کاروائی کی حدود:۔

اگر چہ ناگزیر حالات اور وجوہ کی بنا پر تادیبی کاروائی کی اجازت ہے تاہم اس میں بھی یہ شرط ہے کہ منہ پر نہ مارا جائے چنانچہ فرمایا،

لَا تَضْرِبُ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ، ❷

منہ پر مارو نہ گالی دو اور نہ ہی گھر کے علاوہ علیحدگی اختیار کرو۔

مزید برآں ایسی وحشیانہ مار پٹائی سے بھی منع کیا گیا ہے کہ جس سے ان کی ہڈی ٹوٹ جائے ❸

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کو جانوروں (اونٹ) کی طرح مارنے سے منع فرمایا ❹

عورت کو گھر سے نکالنے کی ممانعت:۔

ہمارے معاشرے میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے کہ معمولی بات پر جھگڑا ہوتا ہے تو عورت روٹھ کر میکے چلی جاتی ہے یا شوہر اسے زبردستی گھر سے نکال باہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دفع ہو جا میرے گھر سے، وغیرہ وغیرہ۔ جب کہ از روئے اسلام نہ تو کوئی شخص اپنی بیوی

❶ بخاری: ج4 ص91 حدیث 2593، ابن ماجہ: 1972 ابوداؤد: ج2 ص67 حدیث 2138

❷ ابوداؤد: ج2 کتاب النکاح: 2142

❸ تفسیر ابن کثیر ج ا ص 689

❹ بخاری: ج7 ص453 حدیث 6042

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو گھر سے نکالنے کا مجاز ہے اور نہ عورت کو گھر چھوڑ کر کہیں جانے کی اجازت ہے عام لڑائی اور تلخی تو کجا اللہ تعالیٰ نے تو طلاق جیسے انتہائی اقدام کی صورت میں بھی عورت کو گھر چھوڑنے یا اسے گھر سے نکالنے کی اجازت نہیں دی ہے، فرمایا،

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ۔ ❶

نہ تو تم انہیں ان کے گھر سے نکالو اور نہ ہی وہ گھر چھوڑنے کے لئے باہر قدم رکھیں۔

عورت جب اسی گھر میں رہے گی تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کشادگی اور مصالحت کی راہیں پیدا فرمادے گا اور یوں ایک ہنستا بستا گھر اجڑ جانے سے بچ جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

حقِ وراثت:۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں رجعی طلاق کی صورت میں بھی مرد کی رہائش گاہ کو عورت کی رہائش گاہ کہا گیا ہے، کیونکہ طلاق رجعی کے بعد عورت کی عدت کے دوران اگر مرد بغیر رجوع کئے انتقال کر جائے تو عورت اس کے ترکہ میں حق وراثت رکھتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو مالی تحفظ فراہم کرتے ہوئے شوہر کے ترکہ میں حق وراثت عطا فرمایا ہے، چنانچہ فرمایا،

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ. وَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ۔ ❷

اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو تمہارے ترکہ میں سے وصیت کی تکمیل اور قرضے کی ادائیگی کے بعد چوتھا حصہ تمہاری بیویوں کیلئے ہوگا اور اگر تمہاری اولاد ہو تو ان کیلئے آٹھواں حصہ ہوگا۔

---

❶ الطلاق:۱ ❷ النساء:۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سعادت مند خواتین

حضرت ہاجرہؓ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی زوجہ سارہؓ کے ہمراہ ایک ایسے علاقے سے گزر ہوا جو ایک ظالم بادشاہ کے زیر تسلط تھا۔ حکومتی اہلکاروں نے بادشاہ کو بتایا کہ ہمارے علاقے میں ایک شخص پری وش عورت کے ہمراہ جا رہا ہے۔ بادشاہ نے انہیں بلا کر پوچھا کہ یہ عورت تمہاری کیا لگتی ہے۔ روایت کے مطابق اس ظالم کا وطیرہ یہ تھا اگر بھائی بہن ہوتے تو جانے دیتا لیکن اگر میاں بیوی ہوتے تو مرد کو قتل کرا دیتا اور عورت کو قبضہ میں لے لیتا۔ لہذا خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ حکمت و فراست سے فوراً جواب دیا کہ یہ میری بہن ہے، لیکن اس نے تصدیق کے لئے سارہ علیہا السلام کو اپنے پاس بھیجنے کو کہا۔ اس پر سیدنا ابراہیم نے اپنی زوجہ سے فرمایا کہ دیکھو میرے اور تمہارے سوا اس وقت دنیا میں کوئی مسلمان نہیں اور شرعی اعتبار سے تمام مسلمان سلسلۂ اخوت میں منسلک ہوتے ہیں لہذا میں نے (اپنی جان اور تمہاری عزت) کی خاطر اس ظالم کو اسلامی اعتبار سے بتایا ہے کہ ہم بہن بھائی ہیں، اس لیے میری پردہ داری اور عزت رکھنا۔ جب سیدہ سارہ بادشاہ کے دربار میں پہنچیں تو اس بدطینت نے بے اختیاری میں اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا مگر اس کا ہاتھ شل ہو گیا، اس نے سیدہ سارہ سے رہائی کی دعا کے لئے درخواست کی چنانچہ ان کی دعا پر اللہ تعالیٰ نے اس کا ہاتھ ٹھیک کر دیا۔ ٹھیک ہو جانے کے بعد وہ مردود پھر مذموم حرکت پر اتر آیا، لیکن دوبارہ اس کا ہاتھ سوکھ گیا۔ دو تین بار ایسا ہوا تو وہ ڈر گیا اور انہیں ابراہیم علیہ السلام سے چھیننے کی بجائے اپنی بیٹی ہاجرہ کو خدمت گاری کے لئے ان کے حوالے کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے واپس بھیج دیا۔ یہ باندی سیدہ سارہ نے ابراہیم علیہ السلام کے حوالے کر دی ۔انہوں نے آزاد کر کے اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔ یوں ایک ظالم شخص کی بیٹی کے جب نصیب جاگے تو نہ صرف اسے اسلام کی دولت نصیب ہوئی بلکہ ابوالانبیاء ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زوجہ، اسماعیل ذبیح اللہ کی والدہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی جدہ ماجدہ ہونے شرف بھی ملا۔ اس کی ادائیں اللہ کو ایسی پسند آئیں کہ انہیں تا قیامت دوام بخشا۔

"اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۔(البقرۃ:۱۵۸)

حضرت صفورہؓ بنت شعیبؑ؛

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک قبطی کے قتل کے بعد فرعون کی گزند سے بچنے کے لئے جب مصر سے کوچ کیا تو ان کا رخ مدین کی طرف ہو گیا۔ وہاں پہنچے تو ایک کنویں پر لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ ان کی نگاہ دو بچیوں پر پڑی جو نہایت بے چارگی کے ساتھ اپنی بکریوں کو ایک طرف روکے بھیڑ ختم ہونے کی منتظر کھڑی تھیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام ان کی کسمپرسی برداشت نہ کر سکے۔ آپؑ نے آگے بڑھ کر اس ہجوم میں ان کی بے لوث مدد فرمائی۔ اس روز وہ لڑکیاں خلاف معمول جلدی گھر پہنچ گئیں اور والد صاحبؒ کے دریافت کرنے پر بتایا کہ ایک نیک منش نوجوان نے ہماری مدد کی ہے۔ تقویٰ کی اعلیٰ ترین سطح پر فائز اللہ کے نبی اور ان لڑکیوں کے والد حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اس شخص کو بلاؤ تاکہ اس کی خدمت کا صلہ اسے دیا جائے۔ چنانچہ ان کی ایک بیٹی نے آ کر حضرت موسیٰ کو والد صاحب کی طرف سے گھر آنے کی دعوت دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے دولت خانہ پر گئے، کھانا کھایا اور ان کے ساتھ گفت وشنید کی تو حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں اپنے ہاں قیام کرنے کی پیش کش کرتے ہوئے فرمایا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَن تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ ۖ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِندِكَ ۖ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ❶

میں چاہتا ہوں کہ اگر تم آٹھ برس تک میرے پاس خدمات پیش کرو گے تو میں اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں گا، اور اگر تم دس برس گزاروں گے تو تمہارا نہایت ممنون ہوں گا، تم ان شاء اللہ مجھے نیک لوگوں میں سے پاؤ گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی مخلصانہ پیشکش قبول کرتے ہوئے فرمایا،

ذَٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ❷

معاہدہ طے ہوا، میں جو بھی مدت پوری کرلوں مجھ پر کوئی بار نہ ہوگا، اور اللہ ہماری گفتگو پر وکیل ہے۔

جب وہ مدت پوری ہوئی تو حضرت شعیب علیہ السلام نے ایفائے عہد کرتے ہوئے اپنی لختِ جگر (جن کا نام نامی "صفورہ" بیان کیا جاتا ہے) کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کر دیا، یوں ایک پیغمبر کی بیٹی ہونے کے ساتھ انہیں دوسرے پیغمبر کی بیوی ہونے کا خداداد شرف ملا۔

سیدہ مریم بنت عمران ؑ:۔

منتیں ماننے کا رواج زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ کوئی اللہ کے نام کی منتیں مانتے چلے آئے اور کوئی غیر اللہ کی، کوئی بتوں کے نام کی منتیں مانتے چلے آرہے ہیں اور کوئی اللہ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ کے نام کی۔ بعض اہل اللہ نے اللہ کے نام کی منتیں ماننے کی ایسی انمٹ مثالیں

❶ القصص: ۲۷ ❷ القصص: ۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھوڑی ہیں جن کی ڈھونڈے سے بھی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک نیک خاتون (زوجۂ عمران) نے منت مانتے ہوئے کہا کہ ''اے اللہ جو میرے پیٹ میں ہے اسے میں تیرے (دین کے) لئے وقف کرتی ہوں'' ❶ اس کا خیال تھا کہ شاید لڑکا ہو مگر جب وقت آیا تو بچی پیدا ہوئی۔ اس عورت نے ایفائے عہد کی مثال رقم کرتے ہوئے اپنی اُس بچی کو اللہ کے دین کی خاطر وقف کرنے کا اعلان کر دیا۔ اہل علاقہ نے سنا تو ہر شخص اس بچی کی کفالت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے دوڑا آیا۔ اب بچی ایک تھی اور اسے ہاتھوں ہاتھ لینے والے بیسیوں تھے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت زکریا علیہ السلام کے ذریعے قرعہ اندازی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ بستی کے ساتھ بہنے والے دریا میں ہر شخص قلم پھینکے۔ جس کی قلم دریا کے بہاؤ سے الٹی سمت جائے وہ اس بچی کا کفیل ہو گا۔ اس پر عمل کیا گیا تو بچی حضرت زکریا علیہ السلام کی زیر کفالت آ گئی، آج صدیاں گزر جانے کے بعد ہم ''فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا'' ❷ یعنی اللہ نے اس کی نذر قبول فرمائی اور اسے احسن انداز میں پروان چڑھایا ''والی بات کیسی عمدگی سے پوری ہوتی دیکھتے ہیں کہ

نمبر ۱:۔ حضرت زکریا علیہ السلام اس بچی کے ماموں اور محرم تھے اس لئے ان کے گھر میں رہتے ہوئے مریم (علیہا السلام) کو مکمل تحفظ حاصل تھا۔

نمبر ۲:۔ جناب زکریا علیہ السلام اللہ کے نبی تھے اس لئے ان کا گھر پاکیزگی کا گڑھ اور تعلیم و تربیت کا بہترین گہوارہ تھا۔

نمبر ۳:۔ سیدنا زکریا علیہ السلام اولاد کے لئے ترستے تھے، اللہ نے اپنے نام وقف کی ہوئی بچی ان کے گھر بھیجی تاکہ اسے حقیقی والدین سے کہیں بڑھ کر پیار ملے۔

نمبر ۴:۔ زکریا علیہ السلام بے اولاد تھے۔ اللہ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ ''یَعْلَمُ مَا

❶ آل عمران: ۳۶ ❷ آل عمران: ۳۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ''❶ (وہ لوگوں کے اگلے پچھلے حالات جانتا ہے)، اسے معلوم تھا کہ آنے والے دور میں، مَیں اپنی قدرتِ کاملہ سے اس لڑکی کے بطن سے ایک بچہ بن باپ کے پیدا کروں گا اس لئے اس کی جوانی تک اپنے نبی زکریا علیہ السلام کو اولادِ نرینہ سے محروم رکھا تاکہ خانۂ نبوت کسی بد اندیش کی انگشت نمائی سے محفوظ رہے۔ پھر سیدہ مریم کے ہاں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے بعد زکریا علیہ السلام کو اولادِ نرینہ سے نواز کر ''علی کل شیئٍ قدیر'' ہونے کا ثبوت دیا۔

یہی مریم علیہا السلام تھیں جنہیں، نیک والدین کی اولاد، ایک پیغمبر کی پروردہ اور تربیت یافتہ ہونے کے علاوہ ایک اور پیغمبر (سیدنا یحییٰ علیہ السلام) کی کزن اور بنی اسرائیل میں سے آخری نبی سیدنا عیسیٰ علیہ اسلام کی مثالی ماں ہونے کا شرف ملا۔

سیدہ خدیجہؓ بنت خویلد

ایک زمانہ تھا کہ دنیا میں امانت کا کوئی لحاظ نہ تھا۔ دیانت نام کی کوئی صفت باقی نہیں رہ گئی تھی۔ شرافت مفقود ہو چکی تھی، صداقت نایاب تھی۔ ان حالات میں اللہ پاک نے دنیا میں ایک ایسا انسان پیدا فرمایا جس نے اہل دنیا کو بہترین نمونہ بن کر دکھلایا۔ امانت داری کا وہ نمونہ پیش کیا کہ جاہل لوگ بھی امین کہنے لگے۔ صاف گوئی کا یہ عالم کہ لوگوں نے صادق کے لقب سے پکارنا شروع کر دیا۔ شرافت میں بھی وہ بے مثال شخصیت کا حامل تھا ان خصائل حمیدہ کو دیکھ کر عرب کی ایک مالدار بیوہ پیغام بھیجتی ہے کہ میرا سامان ملک شام لے جا کر بیچو اور مناسب معاوضہ حاصل کرو۔ پیشۂ تجارت سے منسلک یہ نوجوان ملکِ شام جاتا ہے۔ وہاں سوداگری کرنے کے بعد پلٹ کر آتا ہے اور پوری کمائی پیش کر دیتا ہے جسے دیکھ کر صنفِ نازک کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اپنے نوکر کو بلا کر کہتی ہے، کہ میسرہ! تو بھی تو اس نوجوان کے ساتھ تھا کیا کچھ اس کے بارے میں بتلا سکتا ہے؟ اب میسرہ (زبانِ حال وقال سے) یوں گویا ہوتا ہے،

www.kitabosunnat.com

❶ البقرۃ:۲۵۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے مالکہ! یہ تو ایک بے مثل و بے مثال انسان ہے۔ ناپ تول میں مانندِ شعیبؑ، حُسنِ کردار میں لوطؑ کی کاپی، حلم و بردباری مثلِ ابراہیم، حق طلبی میں مانندِ موسیٰؑ، عفو و درگزر میں مثلِ عیسیٰ، سوداگری میں مہارت، پر دیانت ایسی کہ نا قابلِ بیان، لین دین میں ایسا سچا کہ صداقت کی مثال خود آپ، نہایت فصیح اللسان پر اس کی زبان سے کوئی لغو اور ناشائستہ بات میں نے نہیں سنی۔ شرافت کا یہ حال کہ عین عالمِ شباب میں ہے پر مجال نہیں کہ اس کی نگاہیں کسی طرف بے محل اُٹھیں بھی۔ بیگم صاحبہ امانت کا میں کیا ذکر کروں، آپ خود ہی اندازہ لگا لیجئے۔

اب وہ رئیسہء عرب کیا کرتی ہے، زبانِ حال و قال سے کہتی ہے اے خادمہ تو ایسا کر کہ میری طرف سے اس نوجوان کو جا کر پیغام دے کہ ایک ہے ادھیڑ عمر بیوہ، جو اپنی جوانی کے ایام گزار چکی ہے، آج تجھ سے شادی کی خواہشمند ہے، بڑے بڑے سرداروں کی پیش کشوں کو میں نے مسترد کیا، بڑے بڑے مالداروں کی دعوت کو میں نے ٹھکرا دیا، بڑے بڑے سفید پوشوں کی میں نے کوئی پرواہ نہ کی مگر آج! آج مجھے ایک انسان نظر آیا ہے، وہ انسان جو انسانیت کے اعلیٰ ترین معیار پر ہر لحاظ سے پورا اتر رہا ہے۔ مجھے ایسے ہی انسان کی ہمراہی اور رفاقت چاہیے۔

یہ پیغام عبداللہ کے بیٹے، آمنہ کے لال، عرب کے دُرِ یتیم، فخرِ انسانیت محمد (ﷺ) کو ملتا ہے تو آپ ؐ نے آج کل کے (اور اس زمانہ کے بھی) ہوس پرست، لالچی اور منچلے انسانوں کی طرح خود ہی فیصلہ نہ کر ڈالا بلکہ چچا ابو طالب کے پاس تشریف لے جا کر ان کے سامنے زبانِ حال و قال سے یوں مخاطب ہوئے،

> ''چچا جان یہ پیغام ملا ہے آپ کی رائے چاہیے۔؟ آپ کو مجھ سے بہت پیار ہے نا! آپ نے میری بچپن سے نگرانی کی، سو میں اب اپنے آپ کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا۔''

یہ تھا زندہ رہنے کا ڈھنگ جو آپ ﷺ نے نوجوان نسل کو سکھلایا کہ اپنے مربی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محسن اور مخلص کو نظر انداز نہ کیا۔

چچا بات سُن کر کہتا ہے، بیٹا تو جانتا ہے کہ وہ مالدار عورت ہے، شریف عورت ہے، بڑے بڑے امراء اور رؤساء کی پیشکشیں مسترد کر چکی ہے۔ تجھ سے عمر میں پندرہ برس بڑی ہے، جیسے اس نے تجھ میں کچھ دیکھ کر پیغام بھیجا ہے، بیٹا میں بھی اُس میں بہت کچھ دیکھ رہا ہوں۔ بیٹا تجھ جیسے خوبصورت اور نیک سیرت نوجوان کے لئے تو نئی نویلی دلہن بیاہ کر لا سکتا ہوں تُو تو اربوں کھربوں میں ایک ہے، پر بیٹا وہ بھی اپنی صنف میں اربوں کھربوں میں ایک ہے۔ کل کوئی تجھ پر اُنگلی نہیں اُٹھا سکے گا اس لئے کہ تیری اور اس کی عمر کا فرق ہی تمہاری شرافت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

شادی ہو گئی، خاتونِ خانہ کا پہلا اقدام، تمام سیم و زر اس نوجوان کے حوالے کر دیتی ہے جس کی زوجہ ہونے پر فخر کر رہی تھی۔ جس کی رفیقہءِ حیات بنناوہ اپنی خوش نصیبی گردان رہی تھی۔ زبانِ حال سے کہہ رہی تھی کہ مجھے مال و دولت کے ساتھ ساتھ اللہ نے ایک پاکیزہ اور عظیم ترین انسان سے بھی ملا دیا، کیا یہ میری عظمت کے لئے کم ہے؟

وہ تھی تو ایک عورت ہی، پر عام عورتوں جیسی نہیں تھی، وہ خوش نصیب عورت تھی جس کا شوہر امام الانبیا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوا۔ وہ تو ان خوش بخت عورتوں میں پہلی تھیں جنہیں مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

یانساء النبی لستن کاحد من النساء۔ [1]

اے نبی کی بیویو! تمہاری حیثیت دنیا کی کسی عام عورت جیسی ہرگز نہیں ہو سکتی۔

ام المومنین ماریہ قبطیہؓ:۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کے لئے زمین فراخ کر دی، فتوحات کا دروازہ کھل گیا، پہلی اسلامی سلطنت کو استحکام نصیب ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف شاہانِ

[1] الاحزاب:۳۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مملکت کو ابدی سلامتی اور نجات کے دعوت نامے ارسال فرمائے۔ بدری صحابی حاطبؓ بن ابی بلتعہ جب آنحضرت ﷺ کا نامہ مبارک لے کر شاہِ مقوقس کے پاس پہنچے تو اس نے ان کی خوب عزت افزائی کی۔ وہ اسلام تو نہ لایا مگر کوئی ناشائستہ بات بھی نہ کی بلکہ آنحضرت ﷺ کی ستائش ہی کرتا رہا، جب سیدنا حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو شاہِ مقوقس نے ان کے ہاتھ قیمتی کپڑے اور تحائف کے علاوہ دو لونڈیاں بھی بطورِ ہدیہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ارسال کیں۔ حضرت حاطبؓ یہ سب چیزیں بطور امانت پوری حفاظت کے ساتھ لے کر رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کسی کا بھیجا ہوا تحفہ کبھی رد نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے یہ تحائف قبول فرمائے۔ تحفے میں ملنے والی لونڈیاں دو سگی بہنیں تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان میں سے ایک عورت کو رکھ لیا جس کا نام ماریہؓ (قبطیہ) تھا۔ جبکہ دوسری عورت حضرت حسانؓ بن ثابت کی درخواست پر انہیں دے دی (کیونکہ نبی اکرم ﷺ بیک وقت دو سگی بہنوں کو نہیں رکھ سکتے تھے) رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماریہؓ کو آزاد فرما کر ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ یہی ماریہ قبطیہؓ ہیں جن کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کے آخری فرزند حضرت ابراہیمؓ پیدا ہوئے تھے۔ انہی ماریہ قبطیہؓ کو ام المومنین ہونے شرف حاصل ہے۔ [1]

ام المومنین سیدہ صفیہؓ:

غزوہ خیبر میں جب اللہ نے اہل اسلام کو فتح نصیب فرمائی تو بہت سا مالِ غنیمت اور اسیرانِ جنگ ہاتھ آئے جن میں حزبِ مخالف کے سرخیل اور بادشاہ کی بیٹی بھی تھی اس کا نام صفیہ تھا، یہ بہت ہی خوبصورت نین نقش والی اور شہزادی ہونے کی بنا پر بڑی پروقار تھیں۔ دحیہ کلبیؓ (صحابی) نے ایک لونڈی طلب کی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جا کر لے لو۔ انہوں نے جا کر صفیہ کو ہمراہ لیا۔ صحابہ کرامؓ میں سے بعض آنحضرت ﷺ سے عرض

---

[1] زاد المعاد، الرحیق المختوم ص ۴۸۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرداز ہوئے کہ اس عورت کے شرف و کمال کے پیش نظر اسے آپ اپنے لئے رکھ لیں۔ آنحضرت ﷺ نے دحیہ کلبیؓ کو اس لونڈی کا منہ مانگا معاوضہ ادا کر کے خریدنے کے بعد آزاد کر کے اپنے حبالۂ عقد میں لے لیا۔ اب وہ کونین و ثقلین کے امام ﷺ کی زوجہ ہونے کے ساتھ ساتھ مومنوں کی ماں کہلانے لگیں۔ ❶

ام المومنین ام حبیبہؓ:۔

ایک وقت تھا کہ ابوسفیان مشرکینِ مکہ کا سردار اور رسول اللہ ﷺ کے صفِ اول کے مخالفین میں سے تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر جس انداز میں نبی ﷺ نے ورودِ مسعود فرمایا اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس پُر امن فتح کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے اعلان عام فرمایا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا امان پائے گا، جو شخص حرم کعبہ میں چلا آئے گا اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ جو شخص اپنے گھر میں پناہ گزیں ہو جائے گا اسے پناہ مل جائے گی اور جو شخص ابوسفیان کے گھر چلا جائے گا اسے بھی جان کا تحفظ دیا جائے گا۔ اس طرح امن کا شہر مکہ خونریزی سے مکمل طور پر محفوظ رہا۔ تمام مشرکین قیدیوں کی صورت میں صف آرا اور رسمِ زمانہ کے مطابق اپنی موت کے منتظر تھے، لیکن امن کے داعی پیغمبر نے "لا تثریب علیکم الیوم" ''آج تم پر کوئی بار نہیں'' فرما کر ایک اور مثال رقم فرما دی۔ ❷ اس طرزِ عمل سے متأثر ہو کر لوگ جوق در جوق یوں مسلمان ہونے لگے کہ ''اذا جاء نصر اللہ و الفتح و رأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا'' ❸ کی عملی صداقت سامنے آگئی۔ چنانچہ ابوسفیان بھی اہل و عیال سمیت حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔

ام المومنین سیدہ ام حبیبہؓ کا نکاح نبی اکرمؐ کے ساتھ فتح مکہ سے پہلے ۶ھ یا ۷ھ میں ہو چکا تھا۔ تب ابوسفیانؓ اسلام نہ لائے تھے، تاہم اس کے دنیاوی شرف کے حسبِ لائق

❶ تفصیل کیلئے بخاری: ۲۸۹۳، مسلم: ۳۵۰۱، ابوداؤد: ۲۹۹۸، نسائی: ۳۳۸۲

❷ الرحیق المختوم ص ۵۵۱

❸ سورہ نصر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ نے اخلاقی برتری قائم کرتے ہوئے اس کے گھر کو دارالامن قرار دیا،
امام نوویؒ کے مطابق اہل اسلام اس کی طرف التفات نہیں کیا کرتے تھے، تا آنکہ اس نے
اسلام قبول کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے سامنے حاضر ہو کر تین درخواستیں پیش کیں،
نمبر ۱:۔ اپنی بیٹی ام حبیبہ جو اہل عرب میں سب سے حسین ہے وہ میں آپ کے نکاح میں
برقرار رکھتا ہوں
نمبر ۲:۔ میرے بیٹے معاویہ کو منشی رکھ لیجئے۔
نمبر ۳:۔ دعا فرمائیے کہ میں اسلام کی خاطر اسی طرح جہاد کروں جیسے کفر کی خاطر لڑتا تھا۔
رسول اللہ ﷺ نے ان باتوں پر اثبات میں جواب دیا[1]
۷ ہجری میں ابوسفیان کافر اور اس کی بیٹی ام حبیبہ مسلمان تھی شرعاً کافر کی مسلمان
عورت کا ولی مرشد نہیں اس لیے اسلام لانے کے بعد ابوسفیان نے اس نکاح کی توثیق کرالی۔

بنت حاتم طائی:۔

ایک جنگ میں حاتم طائی کی بیٹی گرفتار ہو کر دربار رسالت میں لائی گئی۔ اس کی مُشکیں بندھی ہوئی، سر سے دوپٹہ اترا ہوا اور بال پراگندہ تھے۔ سید الکونین ﷺ اسے آتے دیکھ کر اپنی نشست سے اٹھ کر آگے بڑھے، اپنی چادر مبارک سے اس کا سر ڈھانپا، اس کی مشکیں کھول دینے کا حکم دیا جس کی فوراً تعمیل کی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ تیرا باپ ایک اچھا انسان تھا۔ اگر وہ زندہ ہوتا تو یقیناً مجھ پر ایمان لے آتا۔ وہ عرض پرداز ہوئی کہ میں اس وقت جنگی اسیر ہوں، اگر آپ مجھے آزاد فرما دیں تو اس بارے میں دیانت داری سے مثبت فیصلہ کروں گی۔ یہ سن کر جناب رسالت مآب ﷺ نے اسے اس کے حسب خواہش آزاد فرما کر اس کی نظر میں قابل اعتماد لوگوں کے ساتھ اس کے گھر بھیج دیا جب اس نے گھر کے دروازے پر دستک دی تو اس کا بھائی

[1] صحیح مسلم: ج ٦ ص ١٦٠ حدیث: ٦٤٠٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عدی بن حاتم باہر آیا اور بہن کو دیکھتے ہی اس سے لپٹ کر روتے ہوئے خیریت دریافت کی، بھائی کی بے چینی دیکھ کر وہ زبانِ حال وقال سے بولی کہ بھائی آپ تو جنگ سے پیٹھ پھیرتے وقت مجھے دوسروں کے رحم وکرم پر تنہا چھوڑ گئے تھے لیکن واللہ میری عزت اس آبائی گھر کی چار دیواری میں اتنی محفوظ نہ تھی جتنی ان لوگوں کے حصار میں ہوتے ہوئے تھی۔ لگتا ہے کہ یہ آسمان سے اتری ہوئی طاہر مطہر مخلوق ہے اور ان کے لیڈر کے تو کیا ہی کہنے۔ مجھے وہ اچھے اور سچے انسان لگتے ہیں، آپ زبر الاولین کا علم رکھتے ہیں، اسلئے وقت ضائع کئے بغیر جایئے اور ان کے رہنما سے ملئے ممکن ہے ہماری اخروی نجات اسی میں ہو۔ ❶

عدیؓ بن حاتم بہن کی باتیں سن کر دربارِ رسالت کی طرف چل پڑا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر اس نے رسول اکرم ﷺ سے ملاقات کی۔ اس وقت آپ ﷺ یہ آیت کریمہ تلاوت فرمارہے تھے،

اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ و المسیح ابن مریم ۔ وما امروا الا لیعبدوا الھا واحدا لا الہ الا ھو سبحانہ عما یشرکون ❷

ان (عیسائی) لوگوں نے اپنے عالموں، درویشوں اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا رب بنا رکھا ہے جبکہ انہیں صرف ایک ہی الٰہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے مقرر کردہ شریکوں سے۔

آیت سن کر عدیؓ بن حاتم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ہم تو اپنے پیروں اور مذہبی پیشواؤں کو رب نہیں مانتے تھے۔؟ اس کی بات سن کر ناطقِ وحی ﷺ گویا ہوئے کہ اے عدی یہ بتاؤ اگر تمہارے پیشوا اور مذہبی عالم توریت اور انجیل میں درج تعلیمات سے ہٹ کر بات کرتے تو تم لوگ کس پر عمل کرتے تھے؟ اس نے جواب دیا کہ حضور اپنے پیشواؤں کی بات مانتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا یہی مطلب ہے، یعنی

---

❶ البدایہ النہایہ ج ۵ ص ۱۰۵، ۱۰۴ ❷ التوبہ: ۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی تو انہیں رب بنانے کے مترادف ہے۔ [1]

سیدہ زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

سیدہ زینبؓ کا نکاح ابوالعاصؓ بن ربیع سے ہوا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب مشرکین سے نکاح کی حرمت کا حکم نہیں آیا تھا، ابوالعاص بن ربیع جنگ بدر میں قیدی بن کر آئے جنگ کے بعد مشرکین میں سے اہل ثروت اپنے عزیزوں کو معاوضہ دے کر چھڑانے لگے تو سیدہ زینبؓ ایک ہار لے کر آئیں اور اپنے والد گرامی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے ابوالعاص کی رہائی کی خواستگار ہوئیں۔ ہار پر نظر پڑتے ہی امامِ کائنات کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات شروع ہوگئی۔ وجہ دریافت کرنے پر پہلی مسلمان خاتون کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ یہ ہار خدیجہؓ کا تھا جو اس نے رخصتی کے وقت زینبؓ کو دیا تھا، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحابؓ کی رائے معلوم کرنا چاہی کہ کیا ابوالعاص کو رہا کرتے ہوئے زینبؓ کو اس کی ماں کی نشانی واپس کردی جائے؟ صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبات کا احترام کیا۔ چنانچہ وہ ہار انہیں لوٹا دیا گیا [2] بعدہ مشرکین کے ساتھ نکاح کی حرمت آنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر ابوالعاص نے سیدہ زینبؓ کو مدینہ منورہ بھیج دیا۔ پھر جب ابوالعاصؓ نے اسلام قبول کرلیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض پرداز ہوئے کہ کیا اب میں زینبؓ کو ہمراہ رکھ سکتا ہوں؟، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ زینبؓ کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور موقع پر ابوالعاصؓ کی ستائش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے میرے ساتھ کیا ہوا عہد نبھایا۔ [3]

---

1. تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۸۸ تفسیر التوبہ: ۳۱
2. ابوداؤد: ۲۶۹۲
3. مسلم: ۶۳۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدہ رقیہؓ بنت محمد رسول اللہ ﷺ

نبی اکرم ﷺ کی دوسری بڑی صاحبزادی سیدہ رقیہؓ اصحاب الہجر تین میں سے تھیں۔ پہلی ہجرت اپنے شوہرِ نامدار حضرت عثمان بن عفانؓ کے ہمراہ حبشہ کی طرف کی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اللہ ان دونوں کو بخیریت رکھے لوط علیہ السلام کے بعد عثمانؓ اپنے اہل خاندان کے ہمراہ ہجرت کرنے والے پہلے شخص ہیں'' او کما قال ﷺ ❶

ہجرتِ مدینہ کے بعد اہل اسلام اور کفار کے مابین پہلا معرکہ میدانِ بدر میں ہوا تھا۔ ان دنوں حضرت رقیہؓ سخت بیمار تھیں اس لئے نبی اکرم ﷺ نے ان کے شوہر سیدنا عثمانؓ کو اہلیہ کی خبر گیری کے لئے ٹھہرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں جنگ میں شریک ہونے والوں کے برابر اجر ملے گا۔ چنانچہ انہیں اس جنگ میں ملنے والے مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی عنایت فرمایا تھا۔ ❷

سیدہ رقیہؓ اس بیماری میں جانبر نہ ہوسکیں اور عالمِ آخرت کو سدھار گئیں۔ جب شرکائے بدر فتح یاب ہوکر واپسی پر مدینہ منورہ میں داخل ہو رہے تھے، اس وقت سیدنا عثمانؓ چند مسلمان صحابہ کے ہمراہ سیدہ رقیہؓ کی تدفین سے فارغ ہوکر واپس آرہے تھے۔

سیدہ ام کلثومؓ بنت رسول اللہ ﷺ:۔

سیدہ رقیہؓ کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کی دوسری صاحبزادی سیدہ ام کلثومؓ حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آگئیں۔ سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے دروازے پر حضرت عثمان سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، عثمانؓ یہ جبریلؑ ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شادی ام کلثومؓ کے ساتھ رقیہؓ کے مہر کے برابر اس شرط پر کردی ہے کہ تم انہیں بھی اسی خوبی کے ساتھ رکھو گے جس طرح

---

❶ البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۹۹

❷ بخاری: ۴۰۶۶، ترمذی: ۳۷۰۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رقیہ کو رکھا تھا۔ ❶

سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے یکے بعد دیگرے سیدنا عثمانؓ کے نکاح میں آنے کی وجہ سے بقول سیدنا علی کرم اللہ وجھہ، آسمان والے سیدنا عثمانؓ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔ ❷

سیدہ فاطمہؓ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی ''فاطمہؓ'' کے مبارک نام سے موسوم تھیں۔ سیدہ فاطمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ اولاد ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے بعد تک زندہ رہیں اور آپؐ کی رحلت کے بعد سب سے پہلے بہشتِ بریں میں پہنچیں۔ ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی عازمِ سفر ہوتے تو اپنے اہل بیت میں سب سے آخر میں سیدہ فاطمہؓ سے ملاقات فرماتے اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے سیدہ فاطمہؓ کے ہاں جا کر ان سے ملاقات فرماتے ❹

سیدہ عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات کی موجودگی میں فاطمہؓ خراماں خراماں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائیں، سیدہ فاطمہؓ کا چلنے کا انداز نبی پاکؐ سے ملتا جلتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میری بیٹی مرحبا'' پھر پاس بٹھا کر ان کے کان میں آہستہ سے کوئی بات کی جس پر وہ رونے لگیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کان میں کچھ کہا تو ہنسنے لگیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد میں نے فاطمہؓ سے رونے اور ہنسنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگیں کہ پہلی بار آپؐ نے فرمایا کہ جبریل ہر سال میرے ساتھ ایک مرتبہ قرآن مجید کا دَور کراتے تھے مگر اب کی بار دو مرتبہ کرایا ہے، جس سے لگتا ہے کہ داغِ

---

❶ ابن ماجہ: ۱۱۰

❷ تشریح بخاری ج ۵ ص ۱۵۰

❸ ترمذی: ۳۱۵

❹ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۵۱ حدیث: ۴۲۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفارقت کا وقت قریب ہے، اور یہ کہ میرے گھرانے میں سے سب سے پہلے تم مجھے ملوگی، یہ سن کر میں اشک بار ہوگئی، پھر (میری پریشانی دیکھی تو) فرمایا کہ کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ تم جنت میں اس امت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔ یہ سن کر میرے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ ❶

شہر بانو بنت یزدگرد:۔

ایران کی سرزمین پر، جس کا پرانا نام فارس تھا، کسریٰ کی حکومت تھی، وہ سپر پاور کی حیثیت رکھتا تھا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے غریب الوطنی کے زمانہ میں حضرت سراقہؓ بن مالک کو کسریٰ کے کنگن کے ہاتھ آنے کی بشارت دی تھی۔ خلافتِ فاروقی میں رسول اللہ ﷺ کی پیشنگوئی سچی ثابت ہوئی۔ اسلامی فوجوں نے جب ایران کی طرف پیش قدمی کی تو سپر پاور کے چھکے چھوٹ گئے۔ ایرانیوں کا بادشاہ یزدگرد مارا گیا۔ مسلمان فتح یاب ہوئے۔ بہت سارا مال اور قیدی ہاتھ آئے۔ قیدی تقسیم کرنے کی باری آئی تو یزدگرد کی بیٹی شہر بانو، سید الکونین ﷺ کے پیارے نواسے حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے حصے میں آئی۔ خلیفۂ وقت امیر المومنین سیدنا عمرؓ بن الخطاب نے ان کا نکاح پڑھایا اور اہل دنیا نے دیکھا کہ ایک آتش پرست دنیادار بادشاہ کی بیٹی سید شباب اہل الجنہ کی زوجہ اور سید الکونین و الثقلین ﷺ کی بہو بن کر جا رہی تھی۔ اسی شہر بانو کے بطن سے امام زین العابدین پیدا ہوئے۔ اللہ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں اس پاکیزہ جوڑے، اور ان کی نیک بخت اولاد پر اللهم صل علیٰ محمد و علی آلِ محمد، (آمین)

ام سالمؒ:

زمانۂ خلافت میں ایک روز امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رعایا کی خبر گیری کے لئے گشت پر نکلے۔ اچانک آپؓ کے کانوں میں ایک عورت کی آواز پڑی جو

❶ ابن ماجہ ج ۲ ص ۵۴۴ حدیث: ۱۶۲۱

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دو۔ جواب میں بیٹی بولی کہ اماں خلیفۃ المسلمین نے ملاوٹ کرنے سے منع کر رکھا ہے، بیٹی کی بات سن کر ماں کہنے لگی کہ خلیفۂ وقت کونسا دیکھ رہا ہے؟، یہ سن کر بیٹی نے عرض کیا کہ اماں اگر خلیفہ نہیں دیکھ رہا تو رب تو دیکھ رہا ہے۔ اس کے بعد گفتگو کا سلسلہ رک گیا۔ سیدنا عمرؓ اس گھر کے دروازے پر نشان لگا کر چلے گئے اور گھر جا کر بیوی سے فرمایا کہ ہمارا بیٹا عبداللہ جوان ہو چکا ہے ہمیں اس کی شادی کر دینی چاہیئے۔ خاتونِ خانہ بولی کہ اچھا کوئی مناسب رشتہ دیکھتے ہیں، سیدنا فاروقؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کے لئے ایک لڑکی منتخب کر لی ہے۔ اہلیہ نے پوچھا کہ وہ کون اور کیسی ہے، کہاں دیکھی ہے آپ نے۔؟؟؟ یہ سن کر آپؓ نے گزری رات کا سارا ماجرہ سناتے ہوئے فرمایا کہ اگرچہ میں نے اس لڑکی کی صورت نہیں دیکھی، نہ اس کا حسب نسب مجھے معلوم ہے لیکن اس کی سیرت و کردار کا یہ عالم ہے کہ میری دور رس نگاہوں میں اس سے بہتر اور مناسب رشتہ عبداللہ کے لئے کوئی نہیں۔ چنانچہ وہ خوش نصیب لڑکی سیدنا عمرؓ کی بہو اور ان کے لختِ جگر عبداللہؓ کی زوجہ بن کر آئی جس کے بطن سے اللہ رب العزت نے سیدنا سالمؒ جیسے عالی مرتبت تابعی کو پیدا فرمایا۔

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی منگیترؓ:۔

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی ایک لڑکی کے ساتھ شادی کی بات چل رہی تھی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے وہ لڑکی دیکھی ہے،؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، یہ سن کر پیغمبر برحق ﷺ نے فرمایا کہ تجھے دیکھ لینی چاہیئے۔ میں نے لڑکی کے والدین سے بات کی تو انہوں نے مناسب نہ سمجھا، لڑکی پسِ پردہ باتیں سن رہی تھی پردہ ہٹا کر بولی کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے تجھے دیکھنے کی اجازت دی ہے تو دیکھ لو میں ہوں وہ لڑکی۔ چنانچہ میں نے اسے (نکاح سے پہلے) دیکھ لیا۔ [1]

[1] ابن ماجہ ج ۲: رقم الحدیث ۲۲، ترمذی ج ۱: ۱۰۷۸۔ سنن نسائی ج ۲، حدیث: ۱۱۴۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شمع نبوت کی ایک متوالی ؓ :۔

جلیبیب ؓ انصارِ مدینہ میں ایک غیر معروف اور انتہائی مفلس شخص تھے، رنگ سانولا اور نین نقش بھی واجبی سے تھے، نبی ﷺ نے ان سے پوچھا کہ شادی نہیں کرنی؟ عرض کیا حضور مجھ جیسے ناچیز کو بھلا کون رشتہ دے گا۔؟ آپ ﷺ نے اسے ایک شخص کے ہاں لڑکی کے رشتے کیلئے بھیجا، اسے دیکھ کر وہ شخص پریشان سا ہو گیا، بیوی سے بات کی تو وہ بولی ہماری چاند جیسی بیٹی کی شادی ایسے ویسے کے ساتھ؟ لڑکی گھر میں تھی، والدین کو مخاطب کر کے بولی کہ یہ تو دیکھو کہ اسے بھیجا کس نے ہے؟ اللہ کے رسول کی پسند پر میں آمین کہتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا تو آپؐ نے اس کے حق میں دعا فرمائی کہ اے اللہ اس لڑکی کے لئے بھلائیوں کے دروازے کھول دے اور اسے ہر قسم کی پریشانیوں سے محفوظ رکھنا۔ [1]

[1] مسند احمد 4/425 مجمع الزوائد: 9/370، ہفت روزہ نوید ضیاء ج ا ش ۳۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورت کی عظمت

ا۔عورت بحیثیت بیوی:۔

عورت جب پیدا ہوئی تو سب سے پہلے اس نے بیوی کا مقام یعنی ایک مرد کی شریکِ حیات بننے کا شرف پایا۔گویا اس کے بغیر گھر کی ریاست نامکمل تھی۔اللہ نے مرد کو عورت کے لباس میں ملبوس فرمایا،عورت انسان کی جائز حاجات کی تکمیل کا سامان اور اس کی عزت کی محافظ بنی۔عورت بہشتِ بریں میں بھی مرد کے ساتھ رہی اور فرشِ زمین پر بھی اس کی رفیقۂ حیات ٹھہری۔

مشہور ہے کہ بیت اللہ کے جوار میں رہنے کا شرف سیدہ ہاجرہ زوجہ ابراہیمؑ کو ملا لیکن حقیقت یہ ہے سب سے پہلے یہ اعزاز سیدہ حوا نے پایا کیونکہ بیت اللہ کی پہلی بنا ابوالبشر سیدنا آدمؑ نے رکھی تھی تب وہ اکیلے نہیں تھے بلکہ جنت سے ان کے ہمراہ آنے والی ان کی زوجہ محترمہ سیدہ حوا بھی تھیں۔

حواؑ کی شان ایک اور زاویے سے:۔

حوا دنیا میں پہلے پیدا ہونے والے پہلے مرد بلکہ سب سے پہلے پیغمبر کی جیون ساتھی ہونے کا شرف بھی رکھتی ہیں۔نوعِ انسانی میں یہ شرف صرف حوا زوجہ آدم کو ہی حاصل ہے کہ ان کی تخلیق ملأ اعلٰی پر ہوئی اور وہیں سیدنا آدمؑ سے ان کا نکاح رب تعالٰی نے ان الفاظ میں کیا،

يَآدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ [1]

[1] البقرة

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آدم اپنی بیوی کے ہمراہ جنت میں سکونت اختیار کر۔

اس سے معلوم ہوا کہ صنفِ نازک میں سے اگر کسی نے فانی زندگی میں بھی جنت کی لذتیں پائی ہیں تو وہ ہم سب کی ماں سیدہ حوا تھیں۔ انہی زوجۂ آدم کو یہ مرتبہ بھی ملا کہ انہوں نے ربِ ذوالجلال کی آواز براہِ راست سنی نَادَاهُمَا رَبُّهُمَا ، [1]

ام البشر سیدہ حوا اور ام المومنین سیدہ زینبؓ میں خصوصی اشتراک۔

جس طرح اماں حوا کا نکاح آسمانوں پر اس شخصیت کے ساتھ ہوا جسے اللہ نے سب سے پہلے نبی بنا کر دنیا میں بھیجا، جو ابوالبشر کے لقب سے ملقب ہیں۔ اسی طرح سیدہ زینبؓ کو اللہ نے آسمانوں سے محمد رسول اللہ ﷺ کے عقد میں آنے کا رتبہ عطا فرمایا جنہیں امام الانبیاء (ﷺ) ہونے شرف حاصل ہے۔و فی ذٰلك فلیتنافس المتنافسون [2]

دیگر شاندار صالحات:۔

نیکوکار عورتوں نے ہر حال میں اپنے شوہروں کا ساتھ دیا، سیدنا ابراہیمؑ کا ساتھ دیا سیدہ ہاجرہؓ نے مکہ کی طرف ہجرت کے وقت، سیدنا موسیٰؑ کا ساتھ دیا سیدہ صفورہؓ نے مدین سے رخصت ہوتے وقت، سیدہ رقیہؓ نے ساتھ دیا سیدنا عثمانؓ بن عفان کا ہجرتِ حبشہ کے وقت بھی اور ہجرتِ مدینہ کے وقت بھی،

خوش بخت بیوی کون؟:۔

اللہ تعالیٰ نے نیک خصائل والی خواتین کی مندرجہ ذیل صفات بیان فرمائی ہیں،

مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا [3]

وہ مسلمان، اہل ایمان، اللہ کے سامنے جھکنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، روزے رکھنے والیاں ہوں گی، بیوہ بھی اور کنواریں بھی۔

[1] الاعراف:۲۲ [2] المطففین:۲۶ [3] التحریم:۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک بخت بیوی کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا،

مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللهِ خَيْرًا لَّه مِنْ زَوْجِهٖ صَالِحَةٌ إِنْ أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ وَ إِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَإِنْ أَقْسَمَ عَلَيْهَا أَبَرَّتْهُ وَإِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهٖ [1]

مومن بندے کو اللہ پر تقوے کے بعد نیک سیرت بیوی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں مل سکتی (ایسی بیوی کہ) جب اسے کوئی حکم دے تو اس کی تعمیل کرے، جب اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے تو اسے خوش کر دے اگر اسے کوئی قسم دے تو پوری کرے اگر اس کی نظروں سے اوجھل ہو تو اپنی ذات اور اس کے مال کے بارے میں اس کے ساتھ مخلص رہے۔

بیویوں میں ناانصافی کی ممانعت اور اس کی سزا:۔

اگر کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے مابین انصاف سے کام لینا اس پر فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ [2]

کسی ایک (بیوی) کی طرف جھکاؤ کرتے ہوئے دوسری کو یوں لاوارث نہ چھوڑ دینا کہ وہ (ساری زندگی) لٹکتی رہ جائے۔

ایک بیوی کی طرف زیادہ جھک کر دوسری کو بالکل فراموش کر دینے والے شخص کے بارے میں حدیث نبوی ہے کہ قیامت کے دن اس کے جسم کا ایک حصہ فالج زدہ ہوگا۔ [3]

بیویوں کے جائز جذبات کا خیال رکھنا:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسوہ حسنہ سے بیویوں کے معقول اور جائز جذبات کا نہ صرف

---

1. ابن ماجہ ج ۳ ص ۹۵ حدیث: ۱۸۵۷
2. النساء: 129
3. تفسیر ابن کثیر ج ا ص 789

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خیال رکھنے بلکہ انہیں حتی الوسع پورا کرنے کا درس چھوڑ گئے۔ ایک مرتبہ عید کے موقع پر کچھ حبشی لوگ مسجد نبوی میں ہتھیاروں سے کھیل کر رہے تھے سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے کپڑے کی آڑ میں ان کے کرتب دکھلانے لگے، آپ کتنی دیر تک کھڑے رہے یہاں تک میں اکتا کر چلی گئی (فرماتی ہیں کہ) تم خود ہی اندازہ لگاؤ کہ ایک کم سن لڑکی کھیل کو دیکھنے کی کتنی حریص ہوتی ہے (یعنی بہت حریص ہوتی ہے، معلوم نہیں وہ کتنی دیر تک دیکھتی رہی ہوں گی جبکہ نبی اکرم ﷺ ان کا جی بھر جانے تک مسلسل کھڑے رہے۔) ❶

۲۔ عورت بحیثیت ماں:۔

عورت نے دنیا میں دوسرا اشرف بحیثیت ماں کے پایا۔ کوئی ماں اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ کوئی اس کے بچوں کو کچھ کہے۔ مشہور مقولہ ہے ''ماں ٹھنڈی چھاں'' جب اولاد کو کوئی تکلیف یا پریشانی لاحق ہو تو ماں یاد آتی ہے، ماں کو پکارتے ہوئے لپک کر اس کے ساتھ یوں چمٹ جاتی ہے۔ جیسے ماں کا نام لیتے ہوئے دونوں ہونٹ آپس میں چمٹ جاتے ہیں۔ ماں وہ ہستی ہے کہ جب اسے امید بر آئی تو اس نے ہماری خاطر دنیا کی بہت سی لذتوں سے یہ کہتے ہوئے منہ موڑ لیا کہ میرے لخت جگر کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے، اس نے ایک عرصے تک اپنے شکم میں ہماری پرورش کی۔ یہ تب کی بات ہے جب اہل جہاں ہمیں اپنی کسی کتاب میں شمار ہی نہیں کیا کرتے تھے، مگر وہ ماں تھی جس نے سب سے پہلے ہمیں اپنا خون دیا۔ جب ہم نے دنیا میں آنکھ کھولی تو وہ وقت ہماری ماں کے لئے زندگی اور موت کے مابین پل صراط سے کم حیثیت نہ رکھتا تھا، کیا خوب فرمایا ربِ دوجہاں نے،

حَمَلَتۡهُ أُمُّهُۥ كُرۡهٗا وَوَضَعَتۡهُ كُرۡهٗاۖ ❷

جنا تھا اس کو ماں نے اور پالا تھا دکھ سہہ سہہ کر

❶ صحیح بخاری ج۶ ص۶۵۱ حدیث:۵۱۹۰، مسلم:۲۰۶۴، نسائی:۱۵۹۶ ❷ الاحقاف:۱۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم دنیا میں آئے تو ہمیں سب سے پہلے اپنے سینے سے لگانے والی ماں ہی تھی۔ ہر قسم کے موسمی اثرات سے بچانے والی ماں ہماری معمولی آں اُوں پر راتیں جاگ کر گزار دیا کرتی تھی۔ نامعلوم ہم نے کتنی مرتبہ اس کے کھانے کو بدمزہ کیا اور اس نے صبر کے ساتھ برداشت کیا۔ ہم نے کتنی بار اس کی گود کو گندا کیا مگر اس نے کبھی برا نہ منایا بلکہ الٹا ہمیں ہر قسم کی آلودگی سے پاک صاف کر کے پیار کرتے ہوئے ہمارے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھنے کی منتظر رہتی تھی۔ وہ تنہائی میں بیٹھ کر ہم سے میٹھے میٹھے لہجے میں پیار بھری باتیں کیا کرتی تھی۔ کیا ہی سچ فرمایا احسن الخالقین نے،

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ❶

مائیں اولاد کو پورے دو سال تک دودھ پلاسکتی ہیں۔

اور فرمایا،

وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ، ❷

اسے دودھ نوش کرانا دو سال تک۔

ماں کہا کرتی تھی کہ میرا بچہ ذرا بڑا ہو جائے گا تو سب پریشانیاں ختم ہو جائیں گی مگر ہم جوں جوں بڑے ہوتے گئے ممتا کی پریشانیاں بڑھتی چلی گئیں۔ جب کروٹ بدلنے کے قابل ہوئے تو اسے تشویش لاحق رہنے لگی کہ میرا جگر گوشہ بلندی سے گر نہ پڑے۔ جب چلنے کے لائق ہوئے تو کسی نقصان سے دو چار ہو جانے کا اندیشہ اسے لے بیٹھا۔ جب بھاگ دوڑ کے قابل ہوئے تو بری سوسائٹی سے بچانے کی فکر میں لگ گئی۔ پھر ہماری تعلیم و تربیت کے سلسلے میں پریشان رہنے لگی۔ جب مزید کچھ وقت گزرا تو ہماری بہتر معاش کے لئے دعائیں کرنے لگی۔ اللہ نے اچھا روزگار دیا تو صبح دعاؤں کے ساتھ ہمیں رخصت کرتی۔ سورج ڈھلتے ہی ہماری واپسی کے انتظار میں لگ جانے والی ماں دروازے پر نظریں جما

❶ البقرہ: ۲۳۳ ❷ سورہ لقمان: ۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیتی۔ ہماری آمد میں ذرا بھر تاخیر ہو جانے پر بے چین ہو جانے والی ماں کو کھانا پینا بھی یاد نہ رہتا۔ پھر واپسی پر گھر میں قدم رکھتے تو بلائیں لیتے سیر نہ ہوتی۔

ہماری خوشگوار خانگی زندگی کی خواہشمند ماں بے شمار کمزوریوں پر پردے ڈال کر ہمیں سبکی اور بدنامی سے بچانے کی پر خلوص کوششیں کرتی ہے۔ کئی باتوں پر کڑوے گھونٹ بھر کر چپ ہو رہتی ہے۔ بتقاضائے بشریت اولاد کی خفگی پر دل کی صاف ماں کبھی دل سے برا نہ چاہتے ہوئے ہدایت یافتہ اور سدا سکھی رہنے کی دعائیں دیتی ہے۔ انہی وجوہات کی بنا پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا،

إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ۔ [1]

اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام کر دی ہے،

ماؤں کی اقسام

حقیقی ماں؛

حقیقی ماں وہ ہے جس نے ہمیں جنم دیا۔

رضاعی ماں:

اللہ تعالی نے ان عورتوں کو بھی ماں کے زمرے میں شامل فرمایا ہے جو شیر خوارگی کے دور میں کسی بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ حرمت کے لحاظ سے اسے بھی حقیقی ماں جیسا مقام حاصل ہوتا ہے۔ اس کی ساری اولاد (سگی بھی اور رضاعی بھی) اور دیگر خونی رشتے دار اس کا دودھ پینے والے بچے کے اسی طرح محرم ہوتے ہیں جیسے حقیقی بہن بھائی اور دیگر رشتہ دار۔

سوتیلی ماں:۔

حقیقی ماں کے علاوہ حقیقی باپ کی دیگر منکوحہ (سوتیلی ماں) بھی محرم ہوتی ہے

[1] بخاری: ۲۴۰۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مستجاب الدعوات کون؟:۔

انسانی فطرت کے تناظر میں ایک کہنے والے نے کہا،

"ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے"

ہر انسان چاہتا ہے کہ میرے منہ سے نکلنے والی ہر دعا قبول ہو۔لیکن یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہوں گے کہ اس خواہش کی تکمیل کیسے ممکن ہے۔؟ تکمیلِ دین کے مراحل میں اللہ تعالیٰ نے یہ راز بھی افشا فرما دیا۔جب آفتابِ رسالت کی کرنیں یمن کے علاقے پر پڑیں تو وہاں آباد قرن قبیلے کی قسمت جاگ اٹھی۔وہ لوگ مشرف بہ اسلام ہو گئے اور چہرۂ نبوت کے دیدار کے شوق میں مدینہ منورہ کی طرف رختِ سفر باندھا۔یہ دیکھ کر وہاں کے ایک خوش قسمت باسی اویس قرنی کے دل میں بھی ایسی نیک آرزو انگڑائیاں لینے لگی مگر ان کی ضعیف العمر اور نحیف الجثہ ماں ان کی خدمت کی سخت متقاضی تھی۔بالآخر انہوں نے قبیلے والوں سے کہا کہ مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ اویس آپ کے دیدار کا بڑا ہی مشتاق ہے، مگر اس کی ماں عمر کے اس حصے میں ہے کہ نہ تو اسے ہمراہ لا سکتا تھا اور نہ ہی تنہا چھوڑ سکتا تھا۔جب اہل قافلہ نے اویس کا یہ پیغام نبی آخر الزماں ﷺ کو پہنچایا تو ناطق وحی نے لسان نبوت سے فرمایا کہ اویس سے دعا کرانا (کیونکہ اس کی دعا قبول ہوگی) [1]

جنت ایک بالشت دور؟:

ہم میں سے ہر ایک کی دلی تمنا ہے کہ جب اِدھر آنکھ بند ہو تو اُدھر جنت میں داخلے کا شرف پائیں۔مگر کیا ہم نے کبھی غور کیا کہ جنت تو ایک بالشت کے فاصلے پر ہے۔جنت ہمیں ملنے کے لئے ہمارے گھر میں محوِ گردش ہے، ماں کی قدم بوسی اور اس کی خدمت کا مقدور بھر حق ادا کر کے ہم بآسانی جنت پا سکتے ہیں۔جو یہاں اپنی ماں کی سیوا کرے

[1] مسلم ج٦ ص١٨١/١٨٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گا، اسے اس کی ماں جنت میں ہمراہ لے جائے گی۔حقوقِ والدین کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر ماں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ تمہیں پیٹ میں اٹھاتی ہے، گود میں سنبھالتی اور خونِ جگر سے پالتی ہے۔ ❶ نیک اولاد روزِ قیامت بھی ماں کا پیار پائے گی،

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ❷

جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بحالتِ ایمان ان کی پیروی کی ہم انہیں ان کی اولاد سے ملا دیں گے۔

سیدنا جاہمہ سلمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جہاد میں شرکت کی اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

هل لك من ام ؟ قال نعم۔ قال فالزمها فان الجنة تحت رِجْلَيْهَا۔ ❸

کیا تیری ماں (زندہ) ہے، بولے جی ہاں، فرمایا، اس کی خدمت کرو کیونکہ جنت اس کے قدموں میں ہے

رضاعی ماں کا احترام:۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایام شیر گی میں حقیقی ماں ''سیدہ آمنہ'' سمیت چار عورتوں کا دودھ پیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماؤں کے اسمائے گرامی یہ ہیں،

(۱) حلیمہ سعدیہ (۲) ثویبہ (۳) خولہ ❹

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اسوہ حسنہ سے یہ ثابت فرمایا کہ رضاعی ماں بھی حقیقی ماں

---

❶ لقمان، ۱۴،الاحقاف ۱۵

❷ الطور:۲۱

❸ نسائی ج ۵ ص ۴۳ حدیث:۳۱۰۶

❹ بخاری:۵۱۰۱، الرحیق المختوم ص ۸۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی طرح قابلِ احترام ہوتی ہے۔ ایک صحابی ابوطفیل ؓ فرماتے ہیں،

رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعْرَانَةِ قَالَ اَبُوْطُفَيْلُ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامًا أَحْمِلُ عَظْمَ الْجَزُوْرِ اِذْ اَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ حَتّٰى دَنَتْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَسَطَ رِدَاءَهُ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ مَنْ هِيَ؟ فَقَالُوْا هٰذِهِ اُمُّهُ الَّتِيْ اَرْضَعَتْهُ [1]

میں نے جعرانہ میں نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ؐ گوشت تقسیم کر رہے تھے، فرماتے ہیں کہ میں ان دنوں نوجوان تھا اور اونٹوں کی ہڈیاں اکٹھی کر رہا تھا، اسی اثنا میں ایک عورت آئی اور نبی ﷺ کے قریب تر ہوگئی، آپ ﷺ نے اپنی چادر بچھائی، جس پر وہ عورت بیٹھ گئی، میں نے پوچھا یہ عورت کون ہے تو لوگوں نے بتایا کہ یہ آپ کی رضاعی ماں ہے جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

سوتیلی ماں کا مقام:۔

ایسی عورت جس کے ساتھ کسی کے باپ نے نکاح کیا ہو، عرفِ عام میں اس کی سوتیلی ماں کہلاتی ہے۔ ایسی عورت بھی دائمی محرمات میں شامل ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے،

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ۔ [2]

جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو ان کے ساتھ نکاح نہ کرنا مگر جو (اس حکم سے) پہلے ہوگیا۔

اس حکم سے سوتیلی ماں کا مقام عیاں ہے۔

---

[1] ابوداؤد ج ۴ ص ۷۹۴ حدیث: ۵۱۴۴

[2] النساء: ۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔عورت بحیثیت بہن:۔

بہن کا رشتہ بھی کیا خوب رشتہ ہے۔ براہِ راست خون شریک رشتہ، ماں کے بعد قربان ہونے والا رشتہ ہے۔ اگر عمر میں بڑی ہو تو لوریاں دے اور چھوٹی ہو تو لاڈ کرے۔

اختِ موسیٰؑ:۔

سیدنا موسیٰ کی ولادت ہوئی تو فرعون کے ہاتھوں بنی اسرائیل کی نومولود اولادِ نرینہ کے قتل ہونے کا سال تھا۔ مگر ''جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے'' کے مصداق جب موسیٰؑ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ محترمہ کی طرف پیغام بھیجا کہ جب تیرے ہاں بچہ پیدا ہو تو اسے لکڑی کے صندوق میں رکھ کر شہر کے قریب بہنے والے دریا میں بہا دینا، پھر میری قدرت کے عجیب وغریب مناظر کا انتظار کرنا اور دیکھنا کہ میں کس طرح اس بچے کو تیرے پاس واپس لاکر بڑا کرتا ہوں اور اسے منصب رسالت سے سرفراز کرتا ہوں۔ ❶ چنانچہ جب سیدنا موسیٰؑ کی ولادت ہوئی تو فرعون کے کارندوں کی رسائی سے پہلے ہی ان کی ماں نے حکم الٰہی کے تحت اپنے بیٹے کو حوالۂ دریا کر دیا، لیکن آخر ماں تھی، اس کے دل پر اس وقت نہ جانے کیا گزر رہی ہوگی، سو اس نے بیٹی سے کہا کہ اس کے پیچھے پیچھے جاؤ اور رازداری کے ساتھ دیکھو کہ یہ صندوقچہ کس طرف جاتا ہے؟ قرآن مجید میں ہے،

قَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ ❷

موسیٰؑ کی ماں نے اس کی بہن سے کہا کہ اس کے پیچھے جا،

وہ بڑی ہونہار، ہوشیار اور سمجھدار لڑکی تھی۔ جانتی تھی کہ اگر آلِ فرعون پر یہ راز فاش ہو گیا تو میرے بھائی کی خیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ ❸

❶ القصص:۷ ❷ القصص:۱۱
❸ القصص:۱۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ ترچھی نگاہوں سے دیکھتی جا رہی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰؑ کے ساتھ ہونے والی اپنی گفتگو کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا،

اِذْ تَمْشِیْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ یَّكْفُلُهٗ ❶

جب تیری بہن جا کر کہہ رہی تھی کہ کیا میں تمہیں ایسے گھر والوں کی خبر دوں جو اس کی پرورش کر سکیں۔

اختِ ہارون:۔

بنی اسرائیل سابقہ انبیاء کے ناموں کی مناسبت سے بچوں کے نام رکھا کرتے تھے چنانچہ عمران نامی ایک پارسا شخص نے اپنے بیٹے کا نام سیدنا موسیٰؑ کے بھائی ہارونؑ کی یاد میں ہارون رکھا۔ اس کی بیوی نے اگلا متوقع بچہ اللہ کے دین کیلئے وقف کرنے کی نذر مانی۔ اب کی بار اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی تاہم اس نے عہد کی پاسداری کرتے ہوئے اس بچی کو اللہ کی راہ میں وقف کر دیا اور اس کا نام رکھا مریم۔ یہی مریم بنی اسرائیل کے آخری نبی سیدنا عیسیٰؑ کی والدہ تھیں۔ سیدنا عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا مظہر تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے پیدا فرمایا تھا۔

دورِ حاضر میں کلوننگ سسٹم سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ دو جوڑے یا دو مادہ اجسام یا ایک ہی مادہ جسم کے دو مختلف خلیے لے کر مصنوعی ملاپ کے بعد اسی مادہ کے رحم میں پرورش کے عمل سے گزارے جا سکتے ہیں، جب کہ اس طرح پیدا ہونے والے بچے میں کسی نر کا حصہ (نطفہ) نہیں ہوگا۔ جس دور میں سیدنا مسیحؑ کی پیدائش بن باپ کے ہوئی تب کلوننگ کا علم لوگوں کی دسترس میں نہ تھا، اور یہ ایک انہونی بات تھی اس لئے لوگ پاک دامن بی بی مریمؑ کے بارے میں چہ میگوئیاں کرنے لگے، آوازے کسنے لگے کسی نے کہا

یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا فَرِیًّا ❷

❶ طٰہٰ: ۴۰ ❷ مریم: ۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو نے تو بہت بری حرکت کی ہے۔

کوئی ان کے بھائی کا نام لے کر طعنے دیتے ہوئے بولا،

يَاأُخْتَ هَارُوْنَ مَا كَانَ أَبُوْكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ❶

اے ہارون کی بہن، تیرا باپ تو برا آدمی نہ تھا اور نہ ہی تیری ماں خودسر عورت تھی،

اُختِ معقلؓ بن یسار؛

بھائی بہنوں کا مان ہوتے ہیں، سیدنا معقل بن یسارؓ کی بہن ایک شخص کے نکاح میں تھی۔ کسی وجہ سے اس شخص نے اسے طلاق دے دی اور دوران عدت رجوع بھی نہ کیا۔ جب عدت گزر گئی تو اس کے دل میں صلح کی خواہش اُبھری۔ اس نے اپنی خواہش کا اظہار کیا، ادھر عورت بھی صلح کی خواہشمند تھی مگر سیدنا معقلؓ بن یسار آڑے آ گئے اور کہا کہ میں نے کتنے ارمانوں کے ساتھ اپنی بہن کا تیرے ساتھ نکاح کر کے تیری عزت افزائی کی تھی لیکن تو نے اس کی قدر نہ کی اور طلاق کا پروانہ جاری کر دیا، پھر تجھے رجوع کی توفیق بھی نہ ہوئی اور اب آیا ہے دوبارہ اسے لینے۔ بخدا میں کبھی بھی اس کا تیرے ساتھ اب نکاح نہیں کروں گا۔ اس پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی،

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ. ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ. ذٰلِكُمْ أَزْكٰى لَكُمْ وَأَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ❷

جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ عدت پوری کر لیں تو اگر حسب دستور راضی ہوں تو انہیں ان کے شوہروں کے ساتھ نکاح کرنے سے مت روکو، یہ

❶ مریم:۲۸ ❷ البقرۃ:۲۳۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نصیحت ہر اس شخص کے لئے ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسی میں تمہاری پاکیزگی اور طہارت ہے، اور اللہ جانتا ہے جبکہ تم نہیں جانتے۔

اس آیت کے نزول کے بعد سیدنا معقلؓ بن یسار نے حکم الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے اس شخص کو بلا کر اپنی بہن کا ان کے ساتھ نکاح کر دیا اور جو قسم کھائی تھی اس کا کفارہ ادا کیا، ❶

بہنوں کی اقسام:۔

بہنوں کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:۔

عینی:۔

جو حقیقی ماں باپ سے ہوں، حقیقی یا عینی بہنیں کہلاتی ہیں۔

علاتی:۔

جس لڑکی کے ساتھ باپ کے حوالے سے اشتراک پایا جاتا ہو مگر مائیں الگ الگ ہوں، علاتی بہنیں کہلاتی ہیں اور حقیقی بہنوں کی طرح محرمات میں شمار ہوتی ہے۔

اخیافی:۔

جس لڑکی کے ساتھ ماں کے حوالے سے رشتہ ملتا ہو یعنی ماں ایک اور باپ الگ الگ ہوں وہ بھی حقیقی بہنوں کی طرح محرم ہوتی ہے۔

رضاعی:۔

جس لڑکی اور لڑکے نے ایک عورت کا دودھ پیا ہو تو وہ باہم مادر پدر سگے بہن بھائیوں کی طرح محرم ہوتے ہیں۔ اس میں اکٹھے مل کر دودھ پینے کی کوئی شرط نہیں۔ اگر دونوں میں عمر کے لحاظ سے سالہا سال کا فرق ہو لیکن عالم شیر خوارگی میں انہوں نے کسی ایک عورت کا

❶ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۴۱۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دودھ پیا ہو تو وہ رضاعی بہن بھائی کہلاتے ہیں، نیز نسب کی بنیاد پر جو رشتے محرم ہوتے ہیں وہی رشتے رضاعت کی بنیاد پر بھی محرم ہوتے ہیں جیسے رضاعی والد، رضاعی چچا، رضاعی پھوپھی، رضاعی ماموں، رضاعی خالہ وغیرہ، ❶

نوٹ:۔

رضاعی رشتوں میں قانون وراثت لاگو نہیں ہوتا باقی سب احکام نسبی تعلق والے ہوتے ہیں،

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بہن بھائی:۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی سگا بھائی تھا نہ ہی سگی بہن، نہ کوئی علاتی بہن بھائی تھا نہ ہی اخیافی۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بہن بھائی تھے۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی تھے اور رضاعی بھائی بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سیدنا حمزہ کی بیٹی کے ساتھ نکاح کی پیشکش کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حمزہ میرے چچا ہونے کے علاوہ رضاعی بھائی بھی ہیں ان کی بیٹی میری رضاعی بھتیجی اور محرم ہے اس لئے وہ میرے نکاح میں نہیں آسکتی۔ ❷ اسی طرح کے الفاظ آپ نے دُرّہ بنتِ ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمائے تھے۔ ❸

شیماء:۔

شیماء کا اصل نام حذافہ یا جذامہ تھا لیکن وہ اپنے اصلی نام کی بجائے لقب سے زیادہ معروف ہوئیں۔ ❹ مؤرخین لکھتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو شیماء سے اس کے قبیلے والوں نے کہا کہ مکہ سے ہجرت کر کے آنے والوں کے رہنما کا نام محمد بن عبداللہ بتایا جاتا ہے، کیا تمہیں اس کے بارے میں کچھ یاد

❶ بخاری: ۲۶۴۶، ۵۲۳۹، ۵۱۰۷، مسلم: ۳۵۷۳، ۳۵۸۳، ۳۵۹۴، ابوداؤد: ۵۱۴۵

❷ مسلم: ۳۵۸۵

❸ بخاری: ۵۱۰۷

❹ الرحیق المختوم ص: ۸۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، یہ سن کر شیما نے کہا کہ بالکل یاد ہے، میں اس کے ساتھ لاڈ کیا کرتی تھی اور وہ میرے ساتھ بڑے لاڈ کیا کرتا تھا، پھر ایک موقع ایسا آیا کہ شیماء کے قبیلے کے کچھ لوگ اہل اسلام کے ہاتھوں جنگی قیدی بن گئے۔ اہل قبیلہ نے قیدیوں کی بازیابی کیلئے شیماء کو رسول اللہ ﷺ کے پاس سفارش کیلئے بھیجا۔ جب نبی اکرم ﷺ نے شیماء کو آتے دیکھا تو آگے جا کر اس کا استقبال کیا۔ پھر اپنی مبارک چادر بچھا کر اسے بیٹھنے کو فرمایا۔ شیماء نے اپنا تعارف کرایا اور لاڈ یاد کرائے، آپ ﷺ نے شیما سے پوچھا کہ لاڈ کی ان باتوں کی کوئی نشانی بتاؤ، وہ بولی کہ ایک مرتبہ جب میں نے تجھے بہت تنگ کیا تو تم نے مجھے دندی کاٹی تھی جس کا نشان ابھی تک باقی ہے، یہ سن کر آپ ﷺ مسکرا دیئے۔ پھر آپ نے شیماء کو اسلام کی دعوت دی تو وہ بولی کہ میں تو اپنے قبیلے کے جنگی قیدیوں کی رہائی کی درخواست لے کر آئی ہوں۔ رضاعی بہن شیماء کی بات سن کر آقائے نامدار ﷺ نے تمام قیدیوں کو نہ صرف آزاد کر دیا بلکہ ہاتھ آیا ہوا مال بھی واپس کر دیا۔

۴۔ عورت بحیثیت بیٹی:۔

جس طرح فرعون اپنے تخت کی حفاظت اور اسرائیل کی افرادی قوت کا زور توڑنے کیلئے ان کے نومولود بیٹوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا، اسی طرح مشرکین عرب بیٹیوں کا وجود برداشت نہ کرتے ہوئے انہیں پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ قرآن مجید میں ہے،

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ. يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ. أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ. [1]

جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ غم سے سیاہ ہو جاتا

[1] النحل: ۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، وہ قوم سے چھپتا اور سوچتا پھرتا ہے کہ کیا اسے ذلت کے ساتھ برداشت کرے یا اسے زمین میں گاڑ دے۔

مولانا الطاف حسین حالی نے اپنی شہرہ آفاق مسدس میں اسے یوں بیان فرمایا ہے،

پیدا جو ہوتی کسی گھر میں دختر
تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی تھی وہ شوہر کے تیور
کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

بیٹیوں کی اقسام:۔

صلبی یا حقیقی بیٹی:۔

اپنے شکم/پشت سے پیدا ہونے والی بیٹی حقیقی بیٹی ہوتی ہے۔

رضاعی بیٹی:۔

جس بچی کو حقیقی ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت نے دودھ پلایا ہو وہ بچی اس کی اور اس کے شوہر کی رضاعی بیٹی ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں،

اَنَّه جَاءَ اَفْلَحُ اَخُوْ اَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ وَكَانَ اَبُو الْقُعَيْسِ اَبَا عَائِشَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ. قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ وَاللهِ لَا اٰذَنُ اَفْلَحُ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ. فَاِنَّ اَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ اَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ اَرْضَعَتْنِيْ اِمْرَأَتُه قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَفْلَحَ اَخَا اَبِی الْقُعَیْسِ جَاءَنِیْ فَیَسْتَأْذِنَ عَلَیَّ فَکَرِهْتُ اَنْ اٰذَنَ لَه حَتّٰی اَسْتَأْذِنَكَ. قَالَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ائْذَنِیْ لَه. ❶

سیدہ عائشہؓ کا بیان ہے کہ ان کے رضائی باپ ابوالقعیس کے بھائی افلح نے پردے کے احکامات کے نزول کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت چاہی تو میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت لئے بغیر میں اجازت نہیں دے سکتی، کیونکہ مجھے ابوالقعیس نے دودھ نہیں پلایا تھا بلکہ ان کی بیوی نے پلایا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا کہ ابوقعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی مگر میں نے آپ سے پوچھے بغیر اجازت دینی مناسب نہ سمجھی۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اجازت دے دیا کرو۔ دوسری حدیث میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس لئے کہ وہ تمہارا چچا لگتا ہے۔ ❷

ربیبہ:۔

اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت کے ساتھ شادی کرے جس کی پہلے شوہر سے کوئی بیٹی ہو تو ایسی لڑکی اپنی ماں کے دوسرے شوہر کی ربیبہ کہلاتی ہے۔ اگر عورت کا دوسرے شوہر سے محض نکاح ہوا ہو لیکن رخصتی عمل میں آنے سے پہلے وہ عورت فوت ہو جائے یا اسے طلاق ہو جائے، تو ربیبہ اپنی ماں کے دوسرے شوہر کے لئے غیر محرم رہے گی یعنی اگر مرد چاہے تو اس لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے لیکن رخصتی ہو جانے (یعنی مجامعت) کے بعد وہ ربیبہ اس شخص کی ابدی محرم بن جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے سیدہ ام سلمہؓ سے نکاح کیا، پھر آپ کو ان کے پہلے شوہر ابوسلمہؓ کی سیدہ ام سلمہ کے بطن سے ہونے والی بیٹی ''درہ'' سے شادی کا مشورہ دیا

❶ صحیح مسلم: ج، ۴ص ۶۷، حدیث: ۳۵۷۳

❷ مسلم: ج، ۴ص ۶۷، حدیث: ۳۵۷۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ام سلمہؓ کی بیٹی میری ربیبہ نہ بھی ہوتی تو تب بھی میں اس کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتا تھا کیونکہ اس کا باپ (ابوسلمہؓ) میرا رضاعی بھائی تھا۔ (یعنی کہ باپ کی نسبت سے وہ میری رضاعی بھتیجی اور محرم ہے)

بیٹیوں کی شان:۔

بیٹیوں کی پیدائش پر افسردہ ہونے والوں کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ نے بیٹیوں کی عظمت کا احساس اجاگر کرنے کے لئے فرمایا،

مَنِ ابْتَلٰى مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَه سِتْراً مِنَ النَّارِ ❶

جس کی بیٹیاں ہوں پھر وہ ان کی اچھی تربیت کرے تو روز قیامت وہ اس کیلئے آگ سے آڑ کا کام دیں گی۔

سیدنا انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ،

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ ❷

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جس نے دو بچیوں بچیوں کی ان کی جوانی تک پرورش کی تو قیامت کے روز میں اور وہ یوں ہوں گے" آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔ (یعنی اکٹھے ہوں گے)

❶ مسلم ج۶ ص ۲۳۳ حدیث:۶۶۹۳

❷ مسلم ج۶ ص ۲۳۴ حدیث:۶۶۹۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محرم رشتے

شریعتِ اسلامیہ میں کچھ رشتے محرم اور کچھ غیر محرم ہیں،محرم رشتے وہ ہیں جن کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا جبکہ غیر محرم رشتوں سے نکاح کیا جاسکتا ہے۔محرم رشتہ داروں کا ایک دوسرے سے پردہ نہیں ہوتا،یعنی جسم کے جو اعضاء قدرتی طور پر کھلے ہوتے ہیں، جیسے چہرہ اور ہاتھ پاؤں،تو ان کو چھپائے بغیر معروف طریقے سے ایک دوسرے کے سامنے آسکتے ہیں۔غیر محرم مرد یا عورت کا بلا عذر اس طرح کھلے عام ایک دوسرے کے آمنے سامنے آنا اور چلنا پھرنا شرعاً ممنوع ہے۔

رشتوں کی حرمت کا تعلق براہِ راست مشترک خون سے وابستہ ہے۔قریب ترین خونی رشتے ایک دوسرے کے محرم ہیں۔باپ اور بیٹی، یا ماں اور بیٹا باہم اسلئے محرم ہیں کہ ان میں خون کا اشتراک پایا جاتا ہے۔عینی، اخیافی اور علاتی بہن بھائیوں میں بھی چونکہ والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کی معرفت خون کا اشتراک موجود ہوتا ہے اس لئے یہ بھی ایک دوسرے کے محرم ہوتے ہیں۔خالہ، پھوپھی اور ماموں و چچا کا خون والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ انتہائی قربت کی وجہ سے حرمت رکھتا ہے۔

کچھ رشتے ازلی محرم نہیں ہوتے مگر کسی وجہ سے اشتراکِ خون کی بنا پر محرم بن جاتے ہیں۔جیسے باپ اور بیٹے میں بلا واسطہ اشتراکِ خون کی بنا پر باپ کی منکوحہ عورتیں بیٹوں کی محرم بن جاتی ہیں۔اسی اصول کے تحت لڑکی کا سسر اور لڑکے کی ساس ان کے محرم ہوتے ہیں۔

دودھ چونکہ خون کا عطر اور نچوڑ ہوتا ہے اسلئے رضاعی رشتے بھی حقیقی صلبی رخونی رشتوں کی طرح محرم ہوتے ہیں (النساء) رضاعی ماں کا بھائی سگے ماموں،اس کا شوہر سگے باپ جبکہ اس کے شوہر کا بھائی سگے چچا کا قائم مقام اور محرم ہوتا ہے۔رضاعی ماں اور اس کے شوہر کی اولاد حقیقی بہن بھائیوں کی طرح محرم ہوتی ہے۔اگر کسی بچے نے عرصۂ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضاعت میں دادی کا دودھ پی لیا تو دادی کی تمام اولاد اور اولاد کی اولاد اس نومولود کی محرم ہوگی۔ اس لئے کہ پھوپھیاں اور چچے اس کے بہن بھائی اور ان کی اولاد اس کے بھانجے اور بھتیجے بھی ہوں گے۔ اسی طرح نانی کا دودھ پینے والے کے لئے نانی کی اولاد اور اولاد کی اولاد بھی محرم ہو جاتی ہے، کیونکہ اس صورت میں ماموں اور خالائیں بھائی بہنیں بھی ہو جاتی ہیں اور ان کی اولاد سے وہی رشتہ بنتا ہے جو رضائی دادی کے پوتے پوتیوں سے ہوتا ہے۔

بیوی کی موجودگی میں اس کی بہن سے نکاح حرام قرار دے دیا گیا، بیوی اور اس کی بہن میں خونی اشتراک پایا جاتا ہے، اس لئے وہ بیک وقت ایک شخص کے حبالۂ عقد میں نہیں آسکتیں (النساء) (اسی اصول کے تحت) از روئے حدیث پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی سے بیک وقت نکاح نہیں ہوسکتا۔

ربائب سے بھی مشروط طور پر نکاح ممنوع ہے۔ ربیبہ ایسی لڑکی کو کہتے ہیں جس کی ماں کے ساتھ کسی دوسرے شخص نے نکاح کیا ہو۔ اگر اس کے ساتھ مجامعت ہو جائے تو ربیبہ سوتیلے باپ کے لئے محرم ہو جائے گی لیکن اگر اس کی ماں کے ساتھ صرف نکاح ہوا ہو اور مباشرت کی نوبت نہ آئی ہو اور مس کرنے سے پہلے وہ عورت فوت ہو جائے یا اسے طلاق ہو جائے تو پھر ربیبہ غیر محرم ہی رہتی ہے اور وہ مرد اس لڑکی (ربیبہ) سے نکاح کر کے اسے اپنی زوجیت میں لاسکتا ہے۔ (النساء)

مشروط حرمت:۔

ایک عورت جب نکاح میں ہو تو اس کی بہن، بھتیجی اور بھانجی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ تاہم ان سے پردہ کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ حرمت مشروط ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی عورت جب تک کسی کی منکوحہ ہوتی ہے تب تک کسی اور شخص کے ساتھ اس کا نکاح نہیں ہوسکتا تاہم پردہ ضروری ہوتا ہے، یا جیسا کہ امہات المومنین سے نکاح حرام قرار دینے کے باوجود اہل ایمان کو نصیحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ [1]

جب ان سے کوئی چیز مانگنا مقصود ہو تو پردہ کے پیچھے سے مانگنا۔

نوٹ:۔

محرم رشتوں کی یہ تفصیلات النساء: 22/23، بخاری: 5801، مسلم: 3439 ابوداؤد: 2065، نسائی: 3294، ترمذی: 126 ابن ماجہ: 1929 میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

[1] الاحزاب: ۵۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلف کی دیگر مطبوعہ کتب

(۱) قرأت فاتحہ خلف الامام:۔

دلچسپ تحریری مناظرہ، محدث عصر حافظ محمد گوندلوی صاحبؒ کے لا جواب نوٹ کے ساتھ

(۲) حیاتِ صحابہ کرامؓ:۔

بحالتِ ایمان چہرۂ نبوت کا دیدار پانے والوں کی خوش نصیبی سے کسی کو انکار نہیں، الا من سفه نفسه، ایمان کی جلا اور بقا کیلئے ان کی عملی زندگی کی چند جھلکیوں پر مبنی کتاب،

(۳) نکاح وطلاق کے اصول وضوابط:۔

نکاح وطلاق کے مسائل پر جید علمائے کرام کی تقاریظ کے ساتھ یہ تصنیف کوزے میں دریا بندکی مصداق ہے۔

(۴) محنت کم اجرت زیادہ:۔

اعمالِ صالحہ میں محنت کم اور اجر زیادہ ہے۔، اس کتاب کو پڑھ کر بآسانی ڈھیروں نیکیاں کمائی جاسکتی ہیں۔

(۵) تسبیح:۔

اللہ تعالیٰ کے غصے کو ٹھنڈا کر دینے والا مسنون وظیفہ، اس کی اہمیت اور اجر وثواب،

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیگر نگارشات

نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار	عنوان
1	نشیب وفراز	23	کرسمس	45	ناموسِ رسالت
2	نیت والمراد	24	شہرِ خموشاں	46	ذکرِ الٰہی
3	اصلاح معاشرہ	25	شیطان کی توبہ	47	اللہ کی تعریف
4	نماز کی اہمیت؟	26	جنت کی سیر	48	شیطان انسان کے روپ میں
5	میانہ روی	27	مستحقینِ جنت کون؟	49	عدم سے ابد تک
6	علم واجتہاد	28	رفع الیدین دائمی سنت	50	فضائلِ بسم اللہ
7	اشکباری	29	قرآن اور رمضان	51	اسفل السافلین
8	توہم پرستی	30	مبارک راتیں	52	مجتہد یا مقلد
9	شیخ سے نسبت	31	خاص خاص دن	53	دارالقرار اور دارالبوار
10	عشق کیا ہے؟	32	ماہِ رجب	54	جہت وتعظیم کعبہ
11	جھوٹ ایک کبیرہ گناہ،	33	ماہِ شوال	55	حلال اور حرام جانوروں کی پہچان
12	دعوتِ تحقیق	34	یارانِ نبیؐ	56	دعا کی اہمیت
13	عالمِ برزخ	35	مقامِ حسینؓ	57	ایمان کے تقاضے
14	مقامِ والدین	36	مقامِ عائشہؓ	58	جمعہ کی کہانی اس کی اپنی زبانی
15	کافرانہ اسکیمیں	37	سیاستِ رسولؐ	59	علمِ غیب
16	فرشتے اور جنات	38	شجاعتِ رسولؐ	60	توبہ ہو تو ایسی ہو
17	آزادی کے تقاضے	39	حلال وحرام کا اختیار	61	خسرانِ مبین
18	قربانی کی روح	40	زبان	62	کیا دین مکمل نہیں؟
19	توحید	41	اللہ ایک کیوں؟	63	”موت“ ایک ناقابلِ انکار حقیقت
20	صدقات کی اہمیت	42	لاوارث بچے اور قانون	64	برصغیر کا پہلا مسلمان
21	حسنِ اخلاق	43	قانون بالا کون؟	65	صبر وشکر
22	شبِ برأت	44	اساتذہ اور تلامذہ	66	اہلِ علم واقتدار توجہ فرمائیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان
67	صف بندی
68	آمین بالجہر
69	مسائل عیدین
70	جمہوریت یا ملوکیت
71	مختصرات
72	انسان
73	تعزیت کے وقت دعا
74	دھرم کوٹی کی قلابازیاں
75	عورت کی حکمرانی
76	فتنۂ انکار حدیث
77	ختم نبوت
78	مسجد میں نماز جنازہ
79	مہنگائی
80	یہود، ہنود اور نصاریٰ
81	متعدی امراض
82	پردہ
83	قدامتِ اہل حدیث
84	دارالاسلام یا دارالکفر
85	بیمہ پالیسی
86	اصلاح معاشرہ
87	تقویٰ
88	اعضاء کی پیوندکاری
89	حقیقی ماں کون؟
90	قرآن اور رمضان
91	جدید بنکنگ سسٹم
92	الٹی گنگا
93	ہم دنیا سے پیچھے کیوں؟
94	کیا اللہ لامکاں ہے؟
95	معجزات کی حقانیت
96	یہ بازی تم نے ہاری ہے
97	گناہگاروں کا انجام
98	رؤیت ہلال اور جدید سائنس
99	علم وقلم
100	مشینی ذبیحہ حلال یا حرام؟
101	بھینس کی حلت اور قربانی
102	کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں
103	الا لہ الخلق والامر
104	قربانی کے جانور اور سائنس
105	کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی
106	حلال ذبیحہ
107	صدقات کی اہمیت
108	آبی مسائل
109	بدکاری کی اقسام
110	عدم جواز بغاوت
111	نشہ کی اقسام اور ان کا انجام
112	بچوں کی تربیت کیسے کریں
113	وقت کی اہمیت
114	سیرت مصطفیٰ کے چند درخشاں پہلو
115	گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
116	پتنگ بازی جائز یا ناجائز
117	رسومات
118	تدبیر اور تقدیر
119	تحفظِ جان ومال
120	فرشتے اور رفتار
121	یوما او بعض یوم
122	پسند اپنی اپنی
123	خواب میں فوت شدہ کو دیکھنا
124	تعمیر پاکستان میں علماء کا کردار
125	The Facts
126	مسنون نماز جنازہ
127	معراج اور انفرادیت رسول ﷺ
128	معالج کی ذمہ داریاں
129	ابلیس لعین کی مکاریاں
130	کیا وہ اچھے ہیں؟
131	غیرت مندی
132	علم واہل علم کا مقام
133	بیادِ رفتگاں
134	خوش آئند مگر......
135	کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا
136	حکومتِ نسواں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مؤلف کی چند دیگر کتب

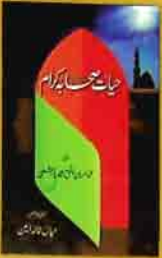

مکتبہ قدوسیہ
غزنی سٹریٹ ○ اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان
Tel: +92-42-37230585
Cell: +92-321-4460487
E-mail: maktaba_quddusia@yahoo.com
www.facebook.com/Quddusia/